سلسلہ :: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: چوبیسویں

رسالہ نمبر 8

العطایا القدیر ۱۳۳۱ھ
فی حکم التصویر

تصویر کے حکم کے بارے میں قدرت والے کی عطائیں

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ
العطایا القدیر فی حکم التصویر ۱۳۳۱ھ
(تصویر کے حکم کے بارے میں قدرت والے کی عطائیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ المکرمین عندہ

مسئلہ ۲۵۰: از احمد آباد محلّہ جمالپور متصل مسجد کانچ مرسلہ مولوی عبدالرحیم صاحب ۲۹ صفر المظفر ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ان دنوں شہر احمد آباد میں کاپیاں فوٹو گراف کی قیمت ۰۲/ کے بک رہی ہیں او رنمونہ اصل خدمت میں آپ کی مرسل ہے آپ اس کو ملاحظہ فرمائیں، یہ فوٹو حضرت پیر ابراہیم بغدادی عم فیضہ الصوری والمعنوی سجادہ نشین خانقاہ حضرت غوث اعظم حضرت پیران پیر قدس سرہ العزیز کا ہے اس کو احمد آبادی وغیرہ تبرک کے طور پر رکھتے ہیں اس کا رکھنا مکانوں میں حرام ہے یا نہیں؟ اور جن مکانوں میں یہ فوٹو ہو گا ان میں رحمت کے فرشتے آئیں گے یا نہیں؟ اور اس فوٹو کے رکھنے سے برکت نازل ہو گی یا نہیں؟ اور برزخ شیخ جمانے کے لئے فوٹو شیخ کا سامنے رکھ کر اس کا برزخ جمانا شریعت وطریقت میں جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا بیانا شافیا توجروا اجرا وافیا (شفا بخش بیان فرماؤ اور اللہ تعالٰی کی بارگاہ سے پورا پورا اجر وثواب پاؤ۔ ت)

الجواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ الخالق البارئ المصور الذی صورنا فاحسن صورنا وخلق وحدہ العالم فقیرہ وقطیرہ وقضی بالعذاب اشد ھو العقاب علی الذین یضاھؤن خلق اللہ فیخلقوا ذرۃ اولیخلقوا حبۃ اویخلقوا شعیرۃ او الصلٰوۃ والسلام علی من اتی بمحق الاوثان و توحید الرحمٰن وحرم التصویر صغیرۃ وکبیرۃ وجعلہ کبیرۃ وعلٰی اٰلہ وصحبہ وابنہ الاکرم الغوث الاعظم وسائر حزبہ صلٰوۃ وسلاما توازیان عزہ وتوقیرہ رب انی اعوذ بک من ھمزات الشیطین واعوذ بک رب ان یحضرون۔	ہر قسم کی تعریف وتوصیف اس اللہ تعالٰی کے لئے ہے جو (تخلیق کا) اندازہ کرنے والا، بنانے والا اور تصویر کشی کرنے والا کہ جس نے ہماری صورتیں بنائیں اور ہمیں حسین وجمیل صورتوں سے نوازا، اور اس نے تنہا ساری دنیا کو پیدا فرمایا خواہ تخم خُرما کا گڑھا ہو یا اور کوئی معمولی چیز ہو، اور اس نے عذاب دینے کا بڑا سخت فیصلہ فرمایا کہ ان لوگوں پر نزول عقاب ہے جو اللہ تعالٰی کی تخلیق میں اس سے مشابہت اختیار کرتے ہیں تو وہ کوئی ذرہ یا کوئی دانہ یا جو پیدا کر دکھائیں اور درود وسلام ان پر جو بتوں کو مٹانے اور وحدانیت رحمان کو بیان فرمانے کیلئے تشریف لائے اور انہوں نے چھوٹی بڑی تصویر کو حرام ٹھہرایا اواس کام کو کبیرہ گناہ قرار دیا، اور ان کی آل اور ساتھیوں پر، اور ان کے مکرم شہزادے غوث اعظم (بڑے فریادرس) پر، اور ان کے باقی تمام گروہ پر (ہدیہ درود وسلام ہو) ایسا شاندار درود وسلام کہ ان کی عزت وتوقیر کے برابر اور مساوی ہو۔ اے میرے پروردگار! میں شیاطین کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میرے پروردگار! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، کہ وہ میرے پاس آئیں (اور مجھے اپنے مکروفریب سے پریشان کریں)۔ (ت)

اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے، دنیا میں بت پرستی کی ابتداء یوہیں ہوئی کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر گھروں اور مسجدوں میں تبرکار کھیں اور ان سے لذت عبادت کی تائید سمجھی، شدہ شدہ وہی معبود ہوگئیں، صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے آیہ کریمہ:

"وَقَالُوۡا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمۡ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوۡثَ وَيَعُوۡقَ وَنَسۡرًا ﴿۲۳﴾ "[1]	کافروں نے کہا ہر گز اپنے خداؤں کو نہ چھوڑو، اور ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو کبھی نہ چھوڑو۔ (ت)

کی تفسیر میں ہے:

قال کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما هلکوا اوحی الشیطان الی قومهم ان نصبوا الی مجالسهم التی کانوا یجلسون انصابا وسموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا هلك اولئك ونسخ العلم عبدت[2]۔	حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا یہ حضرت نوح (علیہ السلام) کی قوم کے نیک اور پارسالوگوں کے نام ہیں، جب وہ وفات پاچکے توشیطان نے بعد والوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ جہاں یہ لوگ بیٹھتے تھے وہیں اُن مجالس میں انہیں نصب کردو (یعنی قرینے سے انہیں کھڑا کردو) اور جو ان کے نام (زندگی میں) تھے وہی نام رکھ دو، تو لوگوں نے (جہالت سے) ایسا ہی کیا۔ پھر کچھ عرصہ ان کی عبادت نہ ہوئی، یہاں تک کہ جب وہ تعظیم کرنے والے مرگئے اور علم مٹ گیا (اور ہر طرف جہالت پھیل گئی) توپھر ان کی عبادت شروع ہوگئی۔ (ت)

عبد بن حمید اپنی تفسیر میں ابو جعفر بن المہلب سے راوی:

قال کان ود رجلا مسلمًا وکان محببا فی قومه فلما مات عسکروا حول قبره فی ارض بابل وجزعوا علیه فلما رأی	ابو جعفر نے فرمایا: "ود" ایک مسلمان شخص تھا جو اپنی قوم میں ایک پسندیدہ اور محبوب شخص تھا جب وہ مرگیا توسرزمین بابل میں لوگ اس کی قبر کے آس پاس جمع ہوئے اور اس کی جدائی پر

[1] القرآن الکریم ۷۱/ ۲۳

[2] صحیح البخاری کتاب التفاسیر باب وَدًّا وسواعًا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۳۲

ابلیس جزعھم علیہ تشبہ فی صورۃ انسان ثم قال اری جزعکم علی ھذا فھل لکم ان اصورلکم مثلہ فیکون فی نادیکم فتذکرونہ بہ قالوا نعم فصورلھم مثلہ فوضعوہ فی نادیھم وجعلوا یذکرونہ فلما رأی ما لھم من ذکرہ قال ھل لکم ان اجعل لکم فی منزل کل رجل منکم تمثالامثلہ فیکون فی بیتہ فتذکرونہ قالوا نعم فصورلکل اھل بیت تمثالامثلہ فاقبلوا فجعلوا یذکرونہ بہ قال وادرك ابنائھم فجعلوا یرون مایصنعون بہ وتناسلوا ودرس امر ذکرھم ایاہ حتی اتخذوہ الٰھا یعبدونہ من دون اللہ قال وکان اول ماعبد غیراللہ فی الارض ود الصنم الذی سموہ بود[3]۔

بیقرار ہوئے (اور صبر نہ کرسکے) جب شیطان نے اس کی جدائی میں لوگوں کو بیتاب پایا تو وہ انسانی صورت میں اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا میں اس شخص کے مرنے پر تمہاری بیقراری دیکھ رہا ہوں کیا مناسب سمجھتے ہو کہ میں بالکل اس جیسی تمہارے لئے اس کی تصویر بنادوں، پھر وہ تمہاری مجلس میں رہے پھر اس کی تصویر دیکھ کر تم اسے یاد کرو۔ لوگوں نے کہا ہاں یہ تو اچھی تجویز ہے۔ پھر شیطان نے لوگوں کے لئے بالکل اسی جیسی اس کی تصویر بنادی اور لوگوں نے اسے اپنی مجالس میں سجا رکھا اور اس کی یاد کرنے لگے۔ پھر جب شیطان نے دیکھا کہ اس کے ذکر سے لوگوں کی جو حالت ہوتی ہے۔ پھر شیطان کہنے لگا کیا تم یہ مناسب کہتے ہو کہ میں تم میں سے ہر شخص کے لئے اس کے گھر میں اس کے بزرگ کا عکس تیار کرکے سجادوں تاکہ وہ اس کے گھر میں موجود ہو، اور تم سب لوگ (انفرادی اور اجتماعی طور پر) اس کا تذکرہ کرتے رہو۔ لوگ کہنے لگے ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے۔ پھر اس نے سب گھر والوں کے لئے بالکل اسی جیسا اس کا ایک ایک فوٹو تیار کردیا پھر لوگ اس کی طرف متوجہ ہوگئے اور اس کا فوٹو دیکھ کر اُسے یاد کرتے رہے۔ راوی نے کہا اور ان کی اولاد نے یہ دَور پالیا، پھر وہ دیکھتے رہے کہ جو کچھ ان کے بڑے کرتے رہے، اور پھر نسل آگے بڑھی (اور پھیلی) جب اس کے ذکر کا سلسلہ کچھ پرانا ہوگیا یہاں تک کہ جہالت سے پچھلے اور آنے والی نسلوں نے اسے خدا بنالیا کہ اللہ تعالٰی کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرنے لگے۔ (راوی نے کہا) سب سے پہلے زمین پر اللہ تعالٰی کے علاوہ جس کی عبادت کی گئی وہ یہی بت ہے کہ جس کا نام لوگوں نے وَدر کھا ہے۔ (ت)

[3] الدرالمنثور بحوالہ عبدبن حمید تحت آیۃ ۷۱/ ۲۳ دار حیاء التراث العربی بیروت ۸/ ۲۷۳۔۲۷۴

نیز صحیحین بخاری و مسلم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے:

لما اشتکی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ یقال لھا ماریۃ وکانت ام سلمۃ وام حبیبۃ رضی اللہ تعالٰی عنھما اتتا ارض الحبشۃ فذکرتا من حسنھا وتصاویر فیھا فرفع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رأسہ فقال اولئك اذا مات فیھم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوّروا فیہ تلك الصور واولئك شرار خلق اللہ عند اللہ[4]۔	جب حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کی بعض بیویوں نے ایک گرجے کا ذکر فرمایا کہ جس کو ماریہ کہا جاتا تھا چنانچہ سیدہ ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ تعالٰی عنہما (اللہ تعالٰی ان دونوں سے راضی ہو) ملک حبشہ میں تشریف لے گئیں، پھر انہوں نے وہاں یہ گرجا دیکھا، دونوں نے اس کے حسن اور اس میں سجی تصویروں کا تذکرہ فرمایا، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا: جب ان لوگوں میں کوئی نیک اور صالح آدمی مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرتے پھر ان تصویروں کو سجا کر اس میں رکھ دیتے وہی اللہ تعالٰی کی بدترین مخلوق ہیں۔(ت)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے:

صوروا ای صور الصلحاء تذکیرا بھم ترغیبا فی العبادۃ لاجلھم ثم جاء من بعدھم فزیّن لھم الشیطٰن اعمالھم وقال لھم سلفکم یعبدون ھذہ الصور فوقعوا فی عبادۃ الاصنام[5]۔	(حدیث شریف میں ہے کہ) وہ نادان لوگ اچھے اور صالح لوگوں کی تصویریں بنا کر اپنی عبادت گاہوں میں سجا کر رکھ دیتے تاکہ ان کی یاد آتی رہے اور ان کے ذریعے عبادت الٰہی کی طرف رغبت پیدا ہو۔ پھر ان کے بعد جب اور لوگ دنیا میں آئے تو شیطان نے پہلوں کے کارنامے ان آنے والے لوگوں کی نگاہوں میں آراستہ کرکے پیش کئے اور ان سے کہا کہ تمہارے اسلاف ان تصویروں کی پرستش کیا کرتے تھے، تو پھر یہ بھی ان کی عبادت میں مصروف ہوگئے۔(ت)

[4] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب بناء المسجد علی القبر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۷۹، صحیح مسلم کتاب المساجد باب النھی عن بناء المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ ۱/ ۲۰۱

[5] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب اللباس باب التصاویر المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/ ۲۸۲

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ[6]۔رواہ الائمۃ احمد والستۃ والطحاوی عن ابی طلحۃ[7]،والبخاری والطحاوی عن ابن[8] عمر وعن ابن عباس،ومسلم و ابوداؤد والنسائی الطحاوی [9]عن ام المؤمنین میمونۃ،ومسلم وابن ماجۃ والطحاوی عن ام المؤمنین الصدیقۃ واحمد ومسلم والنسائی و الطحاوی وابن حبان عن ابی ھریرۃ[10] والامام احمد والدارمی وسعید بن منصور وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ وابن خزیمۃ وابو یعلٰی والطحاوی وابن حبان والضیاء والشاشی وابو نعیم فی	رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو(ائمہ محدثین مثلاً امام احمد،دوسرے چھ ائمہ حدیث اور امام طحاوی نے حضرت ابوطلحہ سے اس کو روایت فرمایا، نیز بخاری اور طحاوی نے حضرت عبداللہ ابن عمر،اور حضرت ابن عباس سے اس کو روایت کیا۔امام مسلم،ابوداؤد،سنن نسائی اور طحاوی نے ام المؤمنین سیدہ میمونہ سے اور مسلم وابن ماجہ اور طحاوی نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ سے اس کو روایت کیا ہے۔مسند احمد،مسلم،نسائی،طحاوی اورا بن حبان نے بحوالہ حضرت ابوہریرہ اس کو روایت کیا ہے(اور اسی طرح)امام احمد،دارمی،سعید بن منصور،ابوداؤد،نسائی،ابن ماجہ،ابن خزیمہ،ابویعلٰی،طحاوی،ابن حبان،الضیاء،الشاشی، اور ابو نعیم نے

[6] مسند احمد بن حنبل،عن ابی طلحہ ۴/ ۲۸ و صحیح البخاری کتاب بدؤالخلق ۱/ ۴۵۸،۴۶۸،صحیح مسلم کتاب اللباس ۲/ ۲۰۰ و سنن ابی داؤد کتاب اللباس ۲/ ۲۱۶،جامع الترمذی ابواب الاب ۲/ ۱۰۳ و سنن النسائی ص۲۹۹،شرح معانی الآثار کتاب الکراھیۃ باب الصور تکون فی الثیاب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۰۰

[7] شرح معانی الآثار عن ابن عباس ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۴۰۰،صحیح البخاری کتاب المغازی ۲/ ۵۷۰ و کتاب اللباس ۲/ ۸۸۱

[8] صحیح مسلم ۲/ ۱۹۹ و مسند احمد بن حنبل ۶/ ۳۳۰ و سنن ابی داؤد ۲/ ۲۱۷

[9] صحیح مسلم ۲/ ۲۰۰و۲۰۱ سنن ابن ماجہ ص۲۱۸ و شرح معانی الآثار ۲/ ۴۰۱و۴۰۰

[10] صحیح مسلم ۲/ ۲۰۲ و سنن النسائی ۲/ ۳۰۱ و شرح معانی الآثار ۲/ ۳۰۴

الحلیة عن امیرالمؤمنین [11] علی والامام مالك فی المؤطا،والترمذی والطحاوی عن ابی سعید[12] الخدری،واحمد والطحاوی والطبرانی فی الکبیر[13]عن اسامة بن زید والطحاوی عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنھم وقد فصلناھا فی فتاوٰنا۔	حلیہ میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کو روایت کیا ہے۔نیز امام مالک نے "موطا"میں ترمذی اور طحاوی نے "معجم کبیر"میں حضرت اسامہ بن زید سے اس کو روایت فرمایا۔اور اسی طرح طحاوی نے حضرت ابوایوب انصاری کے حوالہ سے اس کو روایت فرمایا،اللہ تعالٰی ان تمام بزرگوں سے راضی ہو۔اور ہم نے ان سب باتوں کو اپنے فتاوٰی میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے(ت)

اور اس میں کسی معظم دینی کی تصویر ہونا نہ عذر ہوسکتا ہے نہ اس وبال عظیم سے بچاسکتا ہے بلکہ معظم دینی کی تصویر زیادہ موجب وبال ونکال ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے گی اور تصویر ذی روح کی تعظیم خاصی بت پرستی کی صورت اور گویا ملت اسلامی سے صریح مخالفت ہے۔ابھی حدیث سن چکے کہ وہ اولیاء ہی کی تصویریں رکھتے تھے جس پر ان کو بدترین خلق اللہ فرمایا۔انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کون معظم دین ہوگا اور نبی بھی کون حضرت شیخ الانبیاء خلیل کبریا سیدنا ابراہیم علٰی ابنہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد تمام جہان سے افضل واعلٰی ہیں ان کی اور حضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ وحضرت بتول مریم علیہم الصلوٰۃ کی تصویریں دیوار کعبہ پر کفار نے منقش کی تھیں،جب مکہ معظمہ فتح ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو پہلے بھیج کر وہ سب محو کرادیں،جب کعبہ معظمہ میں تشریف فرماہوئے بعض کے نشان کچھ باقی پائے پانی منگا کر بنفس نفیس انہیں دھویا اور بنانے والوں کو قاتل اللہ فرمایا اللہ انہیں قتل کرے۔

ھذا معنی ماروی البخاری[14] فی صحیحہ والامام	جو کچھ امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا

[11] سنن ابی داؤد ۲/ ۲۱۶ و سنن النسائی ۲/ ۳۰۰ و شرح معانی الآثار ۲/ ۴۰۰

[12] جامع الترمذی ۲/ ۱۰۴ و مؤطا امام مالك ماجاء فی الصور والتماثیل ص۷۲۶

[13] مسند احمد بن حنبل ۵/ ۲۰۳ و المعجم الکبیر حدیث ۳۸۷ ۱/ ۱۶۲ و شرح معانی الآثار ۲/ ۴۰۰

[14] شرح معانی الآثار کتاب الکراھیة باب الصور تکون فی الثیاب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۰۰،صحیح البخاری کتاب المناسك ۱/ ۲۱۸ و کتاب الانبیاء ۱/ ۴۷۳ قدیمی کتب خانہ کراچی،سنن ابی داؤد کتاب المناسك ۱/ ۲۷۷ و مسند احمد بن حنبل عن ابن عباس ۱/ ۳۳۵و۳۶۵

الطحاوی عن ابن عباس والامام احمد وابوداؤد عن جابر بن عبداللہ وعمر بن شیبۃ والامام الطحاوی عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنھم کما فصلناہ فی فتاوٰنا۔	اس کا مفہوم اور معنی یہی ہے، امام طحاوی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے۔امام احمد، ابوداؤد نے حضرت جابر بن عبداللہ کے حوالہ سے۔اور عمر بن شیبہ اور امام طحاوی نے اسامہ بن زید سے اس کو روایت کیا ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ جیسا کہ ہم نے اپنے فتاوٰی میں اس کو مفصل بیان کیا ہے۔ (ت)

ہاں بادی النظر میں یہاں یہ شبہ گزر سکتا ہے کہ صاحبزادہ موصوف کی یہ تصویر صرف سینے تک ہے اور انسان اتنے جسم سے زندہ نہیں رہتا۔اور درمختار میں ہے کہ جب تصویر سے وہ عضو محو کر دیا جائے جس کے بغیر حیات نہ ہو تو وہ ممانعت سے مستثنٰی ہے۔

حیث قال (اوکانت صغیرۃ) لاتتبین تفاصیل اعضائھا للناظر قائما وھی علی الارض ذکرہ الحلبی (او مقطوعۃ الراس اوالوجہ) اوممحوۃ عضو لاتعیش بدونہ (اولغیرذی روح) لایکرہ[15]۔	چنانچہ فرمایا اگر تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر رکھی ہو تو کھڑے ہو کر دیکھنے والے کو اس کے اعضاء کی تفصیل معلوم نہ ہوسکے۔ چنانچہ حلبی نے اس کو بیان فرمایا یا اس کا سر یا چہرہ کاٹ دیا گیا ہو یا اس کے کسی ایسے اندام کو مٹا دیا گیا ہو کہ جس کے بغیر وہ زندہ نہ رہ سکے، یا کسی غیر جاندار کی تصویر ہو تو ان ساری صورتوں میں کراہت نہ ہوگی (ت)

اور بنانے کے بعد مٹا دینا اور سرے سے نہ ہونا دونوں کا ایک حکم ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

قولہ اومقطوعۃ الرأس ای سواء کان من الاصل اوکان لھا رأس ومحی[16]۔ **اقول**: و باللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق۔	مصنف کا قول کہ یا تصویر کا سر کاٹ دیا گیا، یعنی اصل سے اس کا سر نہ ہو، یا سر ہو لیکن اسے مٹا دیا گیا ہو۔ **اقول**: (میں کہتا ہوں) اللہ تعالٰی کے کرم ہی سے توفیق حاصل ہوتی ہے اور اسی کی وجہ سے آدمی تحقیق کی چوٹی تک پہنچ سکتا ہے (ت)

یہاں یہ قول اس کا ہوسکتا ہے جس نے خدمت فقہ وحدیث نہ کی، نہ اسے مقاصد شرع پر نظر ملی، **اوّلاً** مقام تنقیح میں سرے سے یہ عبارت دُرہی محل نظر ہے فقیر نے جس قدر کتب فقہیہ متون وشروح

---

[15] درمختار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۲

[16] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۶

وفتاوٰی حاضر ہیں سب کی طرف مراجعت کی، بیان حکم میں اس تعمیم میں درمختار کاسلف نہ پایا یہاں تک کہ بحر ودرر کہ اکثر ماخذ کتاب ہیں ان میں بھی اس کانشان نہیں، عامہ کتب مثل [۱]بدایہ و[۲]وقایہ و[۳]نقایہ و[۴]کنز و[۵]وافی و[۶]غرر و[۷]اصلاح و[۸]منتقی و[۹]منیہ و[۱۰]نور الایضاح و[۱۱]ہدایہ و[۱۲]شرح وقایہ و[۱۳]برجندی و[۱۴]تبیین و[۱۵]کافی و[۱۶]درر و[۱۷]ایضاح و[۱۸]مجمع الانہر و[۱۹]مراقی الفلاح و[۲۰]فتح القدیر و[۲۱]عنایہ و [۲۲]خانیہ و [۲۳]خزانۃ المفتین و[۲۴]ہندیہ حتی کہ خود [۲۵]جامع صغیر محرر مذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی میں صرف ذکر راس پر اقتصار فرمایا کہ اگر تصویر بے سر کی ہو یا اس کاسر کاٹ دیں تو کراہت نہیں، اور [۲۶]خلاصہ پھر اس کی تبعیت سے [۲۷]تنویر الابصار و[۲۸]حلیہ و [۲۹]بحر الرائق و[۳۰]جامع الرموز و[۳۱]غنیہ و[۳۲]صغیری و[۳۳]شرنبلالی و[۳۴]عبدالحلیم علی الدرر میں "وجہ" کااضافہ کیاکہ چہرہ مٹادینا بھی سرکاٹ دینے کی مثل ہے [۳۵]ذخیرۃ العقبٰی و[۳۶]شلبی علی الزیلعی و[۳۷]حسن عجیمی علی الدرر و[۳۸]سعدی افندی علی العنایہ و[۳۹]مسکین علی الکنز کہ [۴۰]سید ابوالسعود ازہری نے بھی کہ درمختار سے کثیر الاخذ ہیں زیادت سے اصلاً تعرض نہ کیا **اقول:** اور ذکر "وجہ" حقیقۃً زیادت نہیں کہ راس کااطلاق اکثر چہرہ پر آتا ہے گردن جدا کردینے کو سر کاٹنا ہی کہتے ہیں تو مقصود خلاصہ اس کاافادہ بھی ہے کہ محو بھی مثل قطع ہے اس کی عبارت یہ ہے:

ان کان مقطوع الراس لاباس بہ ولو محی وجہ الصورۃ فھو کقطع الراس[17]۔	اگر تصویر کاسر کاٹ دیاگیاتو پھر اس کے رکھنے میں کوئی حرج نہیں، اور تصویر کے چہرے کو مٹادینا سر کاٹنے کی طرح ہے۔ (ت)

ثم اقول: (پھر میں کہتاہوں۔ ت) دیگر اعضاوجہ وراس کے معنی میں نہیں اگرچہ مدار حیات ہونے میں مماثل ہوں کہ چہرہ ہی تصویر جاندار میں اصل ہے، ولہٰذا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اسی کا نام تصویر رکھااور شک نہیں کہ فقط چہرہ کو تصویر کہتے اور بنانے والے بارہا اسی پر اقتصار کرتے ہیں ملوک نصارٰی کہ سکہ میں اپنی تصویر چاہتے ہیں اکثر چہرہ تک رکھتے ہیں اور بیشک عامہ مقاصد تصویر چہرہ سے حاصل ہوتے ہیں وانما الشیئ بمقاصدہ (یہی بات ہے کہ شے اپنے مقاصد پر مبنی ہوتی ہے۔ ت) امام اجل ابوجعفر طحاوی حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال الصورۃ الراس فکل شیئ لیس لہ راس فلیس بصورۃ[18]۔	فرمایا: تصویر "سر" کانام ہے لہٰذا جس چیز کاسر نہ ہو وہ تصویر نہیں (ت)

[17] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الصلوٰۃ الفصل الثانی الجنس فیمایکرہ فی الصلوٰۃ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۵۸

[18] شرح معانی الآثار کتاب الکراھیۃ باب الصورۃ تکون فی الثیاب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۰۳

اور اسی طرف عبارت ہدایہ ناظر:

حیث قال اذا کان التمثال مقطوع الراس فلیس بتمثال[19]۔	چنانچہ (صاحب ہدایہ نے) فرمایا کہ جب کسی مجسّمے کا سر کاٹ دیا گیا ہو تو پھر وہ مجسمہ نہ ہوگا۔ (ت)

بلکہ یہ جامع صغیر میں نص امام کبیر ہے:

محمد عن یعقوب عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم اذاکان راس الصورۃ مقطوعا فلیس بتمثال[20]۔	امام محمد نے امام ابویوسف کے حوالہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت فرمائی کہ اگر تصویر کا سر کاٹ دیا گیا ہے تو پھر وہ بلاشبہہ تمثال (مورتی) نہیں (ت)

لاجرم امام نسفی نے وافی وکافی میں تصریح فرمائی کہ اگر تصویر کا سر مقطوع نہیں کراہت مدفوع نہیں۔

وھذا نصہ لوکان فوق راسہ فی السقف اوبین یدیہ اوبحذائہ صورۃ غیر مقطوع راسھا کرہ[21]۔	امام نسفی کی تصریح یہ ہے، اگر تصویر کسی شخص کے سر کے اوپر چھت میں موجود ہو یا اس کے سامنے ہو یا اس کے مقابل ہو لیکن اس کا سر نہ کاٹا گیا ہو تو کراہت ہوگی (ت)

ظاہر ہے کہ نیم قد یا سینہ تک کی تصویر پر بھی صادق ہے کہ اس کا سر مقطوع نہیں تو حکم منع مدفوع نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

ثانیًا: قول درمختار ہی لیجئے جس پر محشیوں نے تقریر اور خادمی نے حاشیہ درر میں تبعیت کی،

حیث قال مقطوعۃ الراس والمراد ممحوۃ عضو لاتعیش بدونہ کالوجہ[22]۔	چنانچہ اس نے کہا تصویر کا سر کاٹ دیا گیا ہو، مراد یہ ہے کہ اس کے کسی ایسے اندام کو مٹا دیا گیا ہو کہ جس کے بغیر زندگی نہیں ہو سکتی جیسے چہرہ۔ (ت)

بیان مسئلہ میں اگرچہ یہ تعمیم فقیر نے کہیں نہ پائی مگر ایک مسئلہ کی دلیل میں کلام فتح سے اس کی

---

[19] الہدایۃ کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیھا المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۲۲

[20] الجامع الصغیر کتاب الصلٰوۃ باب فی الامام این تستحب لہ ان یقوم مطبع یوسفی لکھنو ص ۱۱

[21] کافی شرح وافی

[22] حاشیۃ الدرر علی الغرر للخادمی کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ مطبع عثمانیہ ص ۷۰

طرف اشارہ سمجھا گیا:

اذ قال لوقطع یدیھا ورجلیھا لاترفع الکراھۃ لان الانسان قدتقطع اطرافہ وھو حی[23]۔	جبکہ فتح القدیر میں فرمایا اگر کسی نے تصویر (فوٹو) کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے تو کراہت مرفوع نہ ہوگی اس لئے کہ کبھی انسان کے اطراف یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ کاٹ دیئے جاتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ زندہ ہوتا ہے۔(ت)

علامہ طحطاوی نے اس سے وہ تعمیم استنباط فرمائی حاشیہ مراقی الفلاح میں لکھا:

افاد بھذا التعلیل ان قطع الراس لیس بقید بل المراد جعلھا علی حالۃ لاتعیش معھا مطلقا[24]۔	اس تعلیل نے یہ فائدہ دیا کہ قطع الراس کا ذکر بطور قید نہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ تصویر کو ایسی حالت میں کردینا کہ جس کی موجودگی میں وہ مطلقاً زندہ نہ رہ سکے۔(ت)

اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) اس استنباط میں نظر ظاہر ہے،

فان حاصل کلام الفتح ان ھذا مکروہ لکونہ علی حالۃ یعاش معھا وکل ماکان کذا فھو مکروہ ولایلزم منہ ان کل ماھو مکروہ فھو کذا فان الموجبۃ الکلیۃ لا تنعکس کنفسھا ووجدت نظیرہ فی الھدایۃ اذقال الطلاق علی ضربین صریح وکنایۃ فالصریح قولہ انت طالق ومطلقۃ و	فتح القدیر کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے اس لئے کہ شیئ ایسی حالت پر ہے کہ جس کی موجودگی میں زندگی پائی جا سکتی ہے (مراد یہ کہ وہ حالت مانع حیات نہیں) اور ہر کام جو اس طرح ہو وہ مکروہ ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ ہر کام جو مکروہ ہے وہ اس طرح ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ موجبہ کلیہ کا عکس بنفسہا نہیں (یعنی موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں) میں نے ہدایہ میں اس کی نظیر پائی ہے کیونکہ صاحب ہدایہ نے فرمایا کہ طلاق کی دو۲ قسمیں ہیں: (۱) صریح، (۲) کنایہ، چنانچہ طلاق صریح کی مثال مثلاً یہ

[23] فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ فصل ویکرہ للمصلی الخ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۳

[24] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ فصل فی المکروہات نور محمد کارخانہ تجارت کتب ص ۱۹۹

طلقتك فهذا يقع به الطلاق الرجعي لان هذه الالفاظ تستعمل فی الطلاق ولاتستعمل فی غيره فكان صريحاً وانه يعقب الرجعة بالنص ولايفتقر الى النية لانه صريح فيه لغلبة الاستعمال[25] اھ **اقول**:فمناط الصراحة هو غلبة الاستعمال كما افاد اُخرا مما لم يستعمل فی غيرالطلاق كان اولٰی بالصراحة فيه فلذا علل الصراحة به فی الالفاظ الثلثة وهو لايفيد ان يستعمل فی غيره نادرا لايكون صريحاً فيه وبالجملة وهو تعليل بما يتضمن العلة مع شيئ زائد يفيده من باب اولٰی كذا ھٰھنا مناط المنع هو الراس ولووحده فاذا كان جميع مايحتاج اليه للحياة باقيا تضمن العلة شيئ مع زائده افاد المنع	کہنا (اپنی منکوحہ کو مخاطب کرتے ہوئے) تو طلاق والی ہے (انت طالق)، تو طلاق ہو گئی ہے (انت مطلقۃ) میں نے تجھے طلاق دے دی (طلقتک) پس ان الفاظ سے طلاق رجعی واقع ہو گئی۔ اس لئے کہ الفاظ مذکورہ صرف طلاق میں استعمال کئے جاتے ہیں لہٰذا کسی دوسرے مفہوم میں استعمال نہیں کئے جاتے (اس لئے یہ طلاق کے الفاظ صریحہ ہیں) لہٰذا ان میں سے کسی ایک کے وقوع کے بعد رجعت ہو گی، اور یہ محتاج نیت نہیں، اس لئے کہ یہ افادیت معنٰی نہیں، "صریح" ہیں، اور اس کی وجہ غلبہ استعمال ہے اھ۔ **اقول**: (میں کہتا ہوں۔ ت) صراحت کا مدار غلبہ استعمال ہے جیسا کہ آخر میں صاحب ہدایہ نے یہ افادہ پیش کیا، جو الفاظ بغیر طلاق نہ استعمال کئے جائیں وہ باب طلاق میں صریح ہونے کے زیادہ لائق ہیں۔ لہٰذا یہی وجہ ہے کہ مصنف نے الفاظ ثلاثہ مذکورہ میں صراحت بالطلاق ہونے کی تعلیل ذکر فرمائی ہے، یعنی الفاظ مذکورہ طلاق صریح کے الفاظ ہیں اور علت غلبہ استعمال ہے اور یہ اس بات کیلئے مفید نہیں کہ اگر الفاظ مذکورہ بطور نادر غیر طلاق میں استعمال کئے جائیں تو پھر وہ مفہوم طلاق میں صریح نہ ہوں گے (بلکہ اس کے باوجود وہ صریح طلاق کے الفاظ ہیں) (خلاصہ کلام) وہ ایک ایسی چیز

[25] الهداية كتاب الطلاق باب ايقاع الطلاق المكتبة العربيه کراچی ۲/ ۳۲۹

بالاولی فلاتدافع بین کلامی الھدایۃ اولاواٰخرا و قد کان افاد ھذا فی الفتح نفسہ اذقال ما غلب استعمالہ فی معنی بحیث یتبادر حقیقۃ اومجازًا صریح فان لم یستعمل فی غیرہ فاولی بالصراحۃ فلذا رتب الصراحۃ فی ھذہ الالفاظ علی الاستعمال فی الطلاق دون غیرہ[26] اھ ثم زعم التدافع مع انہ قد اندفع بما قرر۔	کے ساتھ تعلیل ہے جو شیئ زائد سمیت علت پر مشتمل ہے، جو بطریق اولٰی حکم کے لئے مفید ہے پس یہاں بھی اسی طرح ہے کہ منع کامدار راس (سر) ہے اگرچہ اکیلا ہو، پھر جب تمام محتاج الیہ حیات باقی ہوں تو پھر علت شیئ زائد پر مشتمل ہو گی، تو پھر اس سے ممانعت بطریق اولٰی کافائدہ ہوگا، لٰہذا صاحب ہدایہ کے پہلے اور پچھلے کلام میں کوئی تدافع اور تناقض نہیں، فتح القدیر میں بالکل یہی افادہ پیش فرمایا، جس لفظ کااستعمال کسی معنٰی میں غالب اور زیادہ تر ہو کہ بطور حقیقت یا مجاز وہی معنٰی متبادر ہو تو پھر وہ لفظ اس معنی میں "صریح" ہے۔اور اگر کسی دوسرے معنی میں بالکل استعمال نہ کیاجائے توپھر وہ اولٰی بالصراحۃ ہوگا، لٰہذا یہی وجہ ہے کہ ان الفاظ میں صراحت اس بات پر مرتّب ہے کہ الفاظ مذکورہ صرف معنی طلاق میں مستعمل ہیں نہ کہ کسی دوسرے معنی میں اھ پھر اس نے تدافع سمجھا حالانکہ وہ اس کی تقریر (اور اثبات) سے دفع ہوگیا ہے۔ (ت)

وللہ الحمد اسی طرز پر ایک بحث میں اُن کے تلمیذ امام ابن امیر حاج کے کلام سے اشارہ نکل سکتا ہے اور ویسا ہی اس کا جواب ہے،

حیث یقول اما قطع الراس عن الجسد بخیط مع بقاء الراس علی حالہ فلا ینفی	چنانچہ موصوف فرماتے ہیں اگر سر کو کسی دھاگے سے جدا اور قطع کیاجائے باوجودیکہ سر بدستور اپنے حال پر باقی رہے تو اس سے کراہت منفی

[26] فتح القدیر کتاب الطلاق باب ایقاع الطلاق مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۳۵۱

الکراھة لان من الطیر ماھو مطوق فلایتحقق القطع بذٰلك کذا ذکروہ ھو قاصر علی الطیر والظاھر ان الکراھة لاتنتفی فی غیرہ من الحیوانات بھذا الضنیع کمالاتنتفی فیه فیحتاج الغیر الی توجیه غیر ھذا ولعل الاولی ان یقال لان الحیوان الحی قدیجعل علی رقبته شیئ ساترلھا من خیط اوغیرہ لغرض من الاغراض فیکون ھذا بمنزلته فلاتزول به الکراھة ثم لم اقف علی انه لو فصل بین نصفه الاعلی والاسفل بخیط حتی صار کانه مقطوع شطرین ھل تزول الکراھة الظاھر انھا لاتزول کمافی الراس لنحو ماذکرنا انفا فی الراس ولاسیما فی الاٰدمی فان ذٰلك یکون فیه بمنزلة شد الوسط واللہ تعالٰی اعلم [27] اھ۔ **اقول:** والاتیان	نہ ہوگی کیونکہ کچھ پرندے مطوق (یعنی طوق کئے ہوئے ہوتے ہیں) تو اس سے قطع نہیں پایا جاتا چنانچہ ائمہ کرام نے اسی طرح ذکر فرمایا۔ اور یہ صرف پرندے میں منحصر (بند) ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ کراہت باقی حیوانات میں بھی اس توجیہ کے علاوہ کسی اور توجیہ کی ضرورت ہے، شاید اولیٰ یہ ہے کہ کہا جائے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کسی نہ کسی غرض کی وجہ سے۔ اکثر دھاگہ وغیرہ کسی حیوان کی گردن پر رکھ دیا جاتا ہے جو اس کی گردن کو ڈھانپ دیتا ہے۔ لہٰذا یہ اس کی جگہ یعنی اس کے قائم مقام ہے، پس اس سے کراہت زائل نہ ہوگی۔ پھر میں اس پر واقف اور مطلع نہیں ہوا کہ اگر نصف اعلیٰ اور نصف اسفل (یعنی اوپر اور نیچے کے حصہ میں) کسی دھاگے سے فصل کردیا جائے اور وہ اس طرح ہو جائے کہ گویا دو حصوں میں قطع کردیا گیا ہے تو کیا اس صورت میں کراہت زائل ہو جائے گی یا نہیں؟ ظاہر یہ ہے کہ کراہت زائل نہ ہوگی، جیسا کہ حالت راس (سر) میں کراہت زائل نہ ہوگی بشرطیکہ راس میں اس طریقہ کے مطابق کارروائی کی جائے کہ جس کو راس میں ہم نے بیان کیا ہے، خصوصًا انسان میں، کیونکہ اس میں وہ کارروائی کمربستگی کے قائم مقام ہے۔ واللہ

[27] حلیة المحلی شرح منیة المصلی

بلفظ الظاھر فی الموضعین من شدۃ ورعہ رحمہ اللہ تعالٰی والا فالحکم مقطوع بہ فیھما ولایتوھم احد ان لو ربط خیط فی عنق صورۃ انسان لابھیمۃ اوفی وسطھا ذھب الحکم الشرعی وجاز اقتناؤھا.ثم لیس حاصلہ الامثل مافی الفتح ان کل ما لاینافی الحیاۃ لاینفی الکراھۃ ولایلزم منہ ان کل ماینافی الحیاۃ ینفی الکراھۃ کمالایخفی الاتری ان کل مالاینافی الانسانیۃ لاینفی الحیوانیۃ اذلو نفی الحیوانیۃ ینافی الانسانیۃ ولیس ان کلما ینافی الانسانیۃ ینفی الحیوانیۃ کالصھیل والنھیق و التوھب فان کل ذٰلک ینافی الانسانیۃ ولاینافی الحیوانیۃ۔	تعالٰی اعلم،**اقول**:(میں کہتاہوں)لفظ"ظاہر"دوجگہ ذکر کرنے سے مصنف علیہ الرحمۃ کی شدت ورع اور احتیاط ہے ورنہ دونوں میں حکم یقینی ہے اور کوئی یہ وہم نہ کرے کہ اگر کسی انسانی تصویر کی گردن میں کوئی دھاگہ باندھاجائے یا اس کے وسط (درمیان) میں ایساکیاجائے نہ کہ چوپایہ میں۔ پس اس صورت میں حکم شرعی ختم ہوجائے گااور پھر اس کو محفوظ رکھناجائز ہوگا۔پھر اس کا حاصل بالکل وہی ہے جو فتح القدیر میں مذکورہے،جوچیزحیات کے منافی نہ ہوتووہ کراہت کی نفی نہیں کرتی اور اس سے یہ لازم نہیں آتاکہ جوچیزحیات کے منافی ہو وہ کراہت کی نفی کرتی ہے جیساکہ یہ امر مخفی اور پوشیدہ نہیں،کیاتم دیکھتے نہیں کہ جوچیزانسانیت کے منافی نہیں وہ حیوانیت کی نفی نہیں کرتی کیونکہ اگر حیوانیت کی نفی ہوتو انسانیت کی نفی ہوجائے،اور ایسانہیں کہ جوانسانیت کے منافی ہو اس سے حیوانیت کی نفی ہوجائے جیسے صہیل (گھوڑے کا ہنہنانا)اور نہیق (گدھے کاڈھینچوں کرنا)اور ترہب(راہب بننا)اس لئے کہ یہ سب کچھ انسانیت کے منافی ہے لیکن حیوانیت کے منافی نہیں۔(ت)

عجب نہیں کہ مدقق علائی نے انہیں عبارات فتح وحلیہ کودیکھ کریہ تعمیم اضافہ فرمائی ہوحالانکہ وہ مفید تعمیم نہیں،ہاں کلام امام ابو جعفر طحاوی میں فقیر نے اس کی طرف اشارہ پایا،

حیث قال رحمہ اللہ تعالٰی بعد مااحتج علی من قال بکراھۃ الصورۃ مطلقاولو لغیر حیوان کشجر	چنانچہ امام طحاوی رحمۃاللہ علیہ نے ان لوگوں کے خلاف استدلال پیش کرنے کے بعد فرمایا جنہوں نے یہ کہہ دیاکہ تصویر مطلقًامکروہ ہے اگرچہ غیر حیوان کی کیوں نہ ہو،مثلًادرخت وغیرہ

مثلًا باحادیث فیها الامر بقطع راس التماثیل مانصه فلما ابیحت التماثیل بعد قطع راسها الذی لو قطع من ذی الروح لم یبق، دل ذلك علی اباحة تصویر مالاروح له وعلی خروج مالاروح لمثله من الصور مماقدنهی عنه فی الاٰثار التی ذکرنا فی هذا الباب وقدروی عن عکرمة فی هذا الباب ایضا ما حدثنا محمد بن النعمٰن (نذکر بسنده) عن عکرمة عن ابی هریرة رضی الله تعالٰی عنه قال الصورة الراس الٰی اٰخر ماتقدم۔[28]	کی تصویر،ان روایات کی وجہ سے کہ جن میں تماثیل (مجسمے) کے سر کاٹنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ موصوف کی یہ نص ہے۔جب قطع راس (سرالگ کردینا) کے بعد تماثیل کی اجازت دی گئی (اور اسے مباح قرار دیا گیا) للہذا اگر ذی روح کا سر کاٹ دیا جائے تو پھر وہ ذی روح کی صورت نہ رہے گی،او ریہ غیر ذی روح کی تصویر کے مباح ہونے کی دلیل ہے اور جس میں روح نہ ہو وہ اس تصویر سے خارج ہے کہ جس سے ان آثار میں منع کردیا گیا کہ جنہیں ہم نے اس باب میں ذکر کیا ہے، چنانچہ اس باب میں نیز حضرت عکرمہ سے وہ حدیث مروی ہے کہ جس کو ہم سے محمد بن نعمان نے بیان فرمایا ہم اسے سند سے بحوالہ عکرمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کرتے ہیں، فرمایا: تصویر سر کا نام ہے۔آخر تک وہی کلام ہے جو پہلے بیان ہو چکا۔(ت)

کلام دُور کے لئے یہ غایت ابدائے سند ہے **اقول:** اگرچہ ان کا آخر کلام اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے استناد بتارہا ہے کہ تصویر نہ رہنا حکم منع سے خارج کرنے کا مدار ہے اور یہی چاہئے کہ شرع نے حکم منع تمثال ظاہر غیر مستہان پر فرمایا تو جب تک تمثال بلااہانت ظاہر ہے منع باقی ہے، ہاں جب تمثال نہ رہے یااہانت ہو منع نہ رہے گا کہ مناط منع منتفی ہوگیا قطع سر میں تمثال نہیں رہتی جیسا کہ حدیث ابوہریرہ وعبارت ہدایہ سے خود کلام امام اعظم سے گزرا بخلاف دیگر اعضا کہ جب تک چہرہ باقی تصویر باقی اگرچہ اور اعضا نہ ہوں وللہذا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حدیث آئندہ اور محرر مذہب امام محمد نے جامع صغیر اور جملہ کتب مذکورہ مذہب متون وشروح وفتاوٰی میں صرف نفی راس پر اقتصار فرمایا، واللہ تعالٰی اعلم، بہرحال اگر اسی پر چلئے۔ **فاقول: وباللہ التوفیق** (اللہ تعالٰی کی توفیق ہی کے سہارے میں کہتا ہوں۔ت) تصویر میں حیات

[28] شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الصور تکون فی الثیاب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۰۳

آپ تو کسی حالت میں نہیں ہوتی نہ وہ کسی حال میں جملہ اعضائے مدار حیات کا استیعاب کرتی ہے عکسی میں تو ظاہر کہ اگر پورے قد کی بھی ہو تو صرف ایک طرف کی سطح بالا کا عکس لائے گی خول میں نصف جسم بھی ہوتا تو عادۃً حیات ناممکن ہوتی نہ کہ صرف نصف سطح اور بت میں بھی اندرونی اعضا مثل دل وجگر وعروق نہیں ہوتے اور ڈاکٹری کی ایک تصویر خاص لیجئے جس میں اندر باہر کے رگ پٹھے تک سب دکھائے جاتے ہیں تو رگوں میں خون کہاں سے آئے گا غرض تصویر کسی طرح استیعاب مابہ الحیاۃ نہیں ہو سکتی فقط فرق حکایت وفہم ناظر کا ہے اگر اس کی حکایت محکی عنہ میں حیات کا پتا دے یعنی ناظر یہ سمجھے کہ گویا ذوالتصویر زندہ کو دیکھ رہا ہے تو وہ تصویر ذی روح کی ہے اور اگر حکایت حیات نہ کرے ناظر اس کے ملاحظہ سے جانے کہ یہ حی کی صورت نہیں، میت وبے روح کی ہے تو وہ غیر ذی روح کی ہے، سنن ابی داؤد جامع ترمذی وسنن نسائی وصحیح ابن حبان وشرح معانی الآثار امام طحاوی ومستدرک حاکم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اتانی جبریل قال اتیتك البارحۃ فلم یمنعنی ان اکون دخلت الا انہ کان علی الباب تماثیل وکان فی البیت فرام ستر فیہ تماثیل کلب فمر براس التمثال الذی علی باب البیت فیقطع فیصیر کھیأۃ الشجرۃ ومر بالستر فلیقطع فلیجعل وسادتین منبوذتین توطان ومر الکلب فلیخرج ففعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[29]۔	(حضرت ابوہریرہ نے) فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری خدمت میں حضرت جبرائیل حاضر ہوئے اور فرمایا کہ میں گزشتہ رات آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا لیکن مجھے اندر داخل ہونے سے صرف اس چیز نے روکا کہ دروازے پر تصویریں تھیں اور گھر میں بھی باریک پردہ تھا کہ جس پر تصویریں موجود تھیں نیز گھر میں کتا تھا لہٰذا آپ اس تصویر کے متعلق فرمادیں کہ اس کا سر کاٹ دیا جائے تاکہ وہ درخت کی طرح ہوجائے، اور پردے کے بارے میں فرمادیں کہ اسے ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائے اور دو مسندیں بنائی جائیں جو زمین پر ڈالی اور پاؤں سے روندی جائیں، اور کتے کے بارے میں فرمادیجئے کہ اسے باہر نکال دیا جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کچھ اس طرح کیا۔ (ت)

[29] سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الصور آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۷ جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء ان الملائکۃ لاتدخل بیتا الخ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۴، شرح معانی الآثار کتاب الکراہۃ باب الصور تکون فی الثیاب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۰۲

دیکھئے جبریل امین علیہ الصلٰوۃ والتسلیم نے بھی عرض کی کہ ان تصویروں کے سر کاٹنے کاحکم فرمادیجئے جس سے ان کی ہیأت درخت کے مثل ہوجائے حیوانی صورت نہ رہے اس کا صریح مفاد تو وہی ہے کہ بے قطع راس حکم منع نہ جائے گا کہ بغیر اس کے نہ پیڑ کی مثل ہوسکتی ہیں نہ صورت حیوانی سے خارج، اور اگر تنزل کیجئے تو اس قدر تولازم کہ ایسا کردیجئے جس سے وہ ایک بے جان کی صورت معلوم ہو اس سے حالت بے روحی مفہوم ہو، ولہذا علامہ سید طحطاوی رحمہ اللہ تعالٰی نے اسی قولِ دُر کی شرح میں فرمایا:

قولہ لاتعیش بدونہ انما لاتکرہ الصلٰوۃ الیھا لانھا صورۃ میت وھو لایعبد[30] اھ **اقول:** والاولٰی وھی لاتعبد لان المشرکین انمایعبدون المیت قال اللہ تعالٰی "اَمۡوَاتٌ غَیۡرُ اَحۡیَآءٍ"[31]. نعم لایصورونھم صورۃ میت بل حی۔	مصنف کاارشاد کہ اس کے بغیر زندگی نہ ہو۔ پس ایسی تصویر کی طرف منہ کرکے نمازپڑھنا مکروہ نہیں کیونکہ وہ مردے کی تصویر ہے جبکہ مردے کی عبادت نہیں کی جاتی اھ۔ **اقول:** (میں کہتاہوں کہ) زیادہ بہتر یہ ہے کہ کہاجاتا کہ مردے کی صورت کی عبادت نہیں کی جاتی، اس لئے کہ مشرک تومُردوں کی عبادت کیاکرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: "وہ مُردے ہیں جو زندہ نہیں" ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ مُردوں کی صورت پر ان کی تصویریں نہیں بناتے بلکہ زندوں کی صورت پر ان کی تصویریں بناتے ہیں۔ (ت)

اور شک نہیں کہ عکسی تصویریں اگرچہ نیم قد یاسینہ تک بلکہ اگر صرف چہرہ کی ہو ہر گز نہ مثل شجر ہوتی ہیں نہ مردہ، ذوالصورۃ کی حکایت کرتی ہیں بلکہ یقیناً جیتے جاگتے کی صورت دکھاتی ہیں، اور ناظرین کا ذہن ان سے حالت حیات ذوالصورۃ ہی کی طرف جاتا ہے کوئی نہیں سمجھتا کہ یہ مردہ کی صورت ہے اور مدار حکم اسی فہم پر تھا، نہ حیات وموت حقیقی پر جس سے تصویر کو بہرہ نہیں۔ آیا نہیں دیکھتے کہ سلاطین نصارٰی اپنی ایسی ہی ناقص تصویریں سکہ پر منقوش کراتے ہیں اگر اس سے حالت موت مفہوم ہوتی تو کبھی نہ چاہتے کہ سکہ میں اپنی مردہ کی صورت دکھائیں تو انصافاً یہ عبارتِ دُرمختار بھی ان تصویروں سے نفی ممانعت نہیں کرتی وہ اس تصویر کے لئے ہے جسے توڑ پھوڑ کر اس حالت پر کردیں کہ اس میں حالت حیات کی حکایت نہ رہے جو اسے دیکھے میت بے روح کی صورت جانے۔ **اقول:** (میں کہتاہوں۔ت) اور اب عجب نہیں کہ چہرہ کے سوادیگر اعضائے مدار حیات کے عدم اصلی واعدام بنقض وابطال میں معنی مقصود بحکایۃ الحیاۃ عرفاً مفہوم ہونے نہ ہونے سے بعض صور میں فرق پیدا ہو بخلاف چہرہ کہ سرے سے نہ بنایا یا

[30] حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۲۷۴

[31] القرآن الکریم ۱۶/ ۲۱

بناہوا توڑ دیا بہر حال حکایت نہیں ہوتی کما لایخفی فلیتسأل وباﷲ التوفیق (جیسا کہ یہ بات پوشیدہ نہیں، پھر پوچھنا چاہئے، اور اﷲ تعالٰی کے فضل ہی سے توفیق حاصل ہوسکتی ہے۔ ت)

ثالثاً: بتوفیق اﷲ وجل کے وہ تحقیق بیان کریں جس سے اس مبحث کے تمام علل واحکام واصول وفروع متجلی ہوں۔ تصویر ممنوع میں کراہت نماز وحکم ممانعت کی علت مشائخ کرام رحمہم اﷲ تعالٰی نے مشابہت عبادت صنم بتائی، ہدایہ میں صراحۃً اسی میں حصر فرمایا:

حیث قال لاباس بان یصلی وبین یدیہ مصحف معلق اوسیف معلق لانھما لایعبدان وباعتبارہ تثبت الکراھۃ[32]۔	چنانچہ فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ آدمی نماز پڑھے جبکہ اس کے سامنے مصحف شریف یا تلوار لٹکی ہوئی ہو اس لئے کہ ان دونوں کی عبادت نہیں کی جاتی، اور باعتبار عبادت کراہت ثابت ہوتی ہے۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے:

قولہ وباعتبارہ تثبت الکراھۃ قدم المعمول لقصد افادۃ الحصر[33]۔	مصنف کا یہ کہنا کہ عبادت کی وجہ سے کراہت ثابت ہوتی ہے اس میں معمول کو مقدم کیاگیاہے تاکہ حصر کافائدہ حاصل ہو۔ (ت)

تبیین الحقائق میں ہے:

لاتعبد اذاکانت صغیرۃ بحیث لاتبدو للناظر و الکراھۃ باعتبار العبادۃ فاذا لم یعبد مثلھا لایکرہ[34]۔	جب تصویر چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے کے لئے واضح نہ ہوتو اس کی عبادت نہیں کی جاتی اور کراہت بلحاظ عبادت ہے، پھر جب اس قسم کی تصویر کی عبادت نہ کی گئی تو کراہت نہیں۔ (ت)

اور مصلی کے کپڑوں پر تصویر ہونے کی ممانعت کو حامل صنم کی مشابہت سے تعلیل فرمایا جیساکہ ہدایہ وکافی وتبیین میں ہے:

[32] الھدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۲۲

[33] فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ فصل ویکرہ للمصلی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۱

[34] تبیین الحقائق کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۱۶۶

واللفظ للھدایۃ لو لبس ثوبافیه تصاویر یکرہ لانه یشبه حامل الصنم والصلوۃ جائزۃ فی جمیع ذلك لاستجماع شرائطھا وتعاد علی وجه غیر مکروہ۔[35]	ہدایہ میں یہ الفاظ ہیں کہ اگر کسی نے ایسا کپڑا پہنا کہ جس میں تصویریں ہیں تومکروہ ہے اس لئے کہ یہ حالت بت اٹھانے والے کے مشابہ ہے اور نماز ان تمام صورتوں میں جائز ہے،اس لئے کہ اس کی تمام شرائط موجود ہیں البتہ غیر مکروہ صورت پر نماز کولوٹایاجائے۔(ت)

اس حصر کے منافی نہیں کہ وقت عبادت حامل صنم سے مشابہت بھی عبادت صنم سے مشابہت ہے مگرانہیں کتب سے تعلیل مسائل میں دو علتیں اور مفہوم ہوتی ہیں،ایک یہ کہ جہاں تصویر ممنوع رکھی ہو ملائکہ اس مکان میں نہیں جاتے اور جس مکان میں ملائکہ رحمت نہ آئیں وہ ہر جگہ سے بدتر ہے،دوسرے تعظیم تصویر۔ہدایہ میں ہے:

یکرہ ان یکون فوق راسه فی السقف او بین یدیه او بحذائه تصاویر اوصورۃ معلقة لحدیث جبریل انا لاندخل بیتافیه کلب وصورۃ[36]۔	یہ مکروہ ہے کہ کسی انسان کے سر کے اوپر چھت میں تصویر لگی ہوئی ہو یااس کے سامنے ہو یااس کے مقابل تصویریں ہوں یاکوئی تصویرلٹکی ہوئی ہو،اور اس کراہت کی وجہ حدیث جبرائیل ہے کہ انہوں نے فرمایا:"ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس میں کتایاتصویر ہو۔(ت)

کافی میں اتنازائد کیا:

وبیت لاتدخل فیه الملئکة شر البیوت[37]۔	جس گھر میں فرشتے داخل نہ ہوں وہ بدترین گھر ہے۔(ت)

امام زیلعی نے دونوں تعلیلوں کو جمع فرمایا:

حیث قال لقوله صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم لاتدخل الملئکة بیتافیه	چنانچہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اس ارشاد کی وجہ سے فرمایا اور وہ یہ ہے کہ فرشتے ایسے

[35] الھدایۃ کتاب الصلوۃ باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۲۲

[36] الھدایۃ کتاب الصلوۃ باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا ۱/ ۱۲۲

[37] کافی شرح وافی

کلب ولاصورۃ ولانہ یشبہ عبادتھا فیکرہ[38]۔	گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس میں کتا یا تصویر ہو۔اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں عبادت تصویر کی مشابہت ہے لہذا یہ مکروہ ہے۔(ت)

نیز کتب ثلثہ میں ہے:

لوکانت الصورۃ علی وسادۃ ملقاۃ او بساط مفروش لایکرہ لانھا تداس وتوطأ بخلاف ما اذا کانت الوسادۃ منصوبۃ اوکانت علی السترۃ لانہ تعظیم لھا[39] اھ ھذا لفظ الھدایۃ ولفظ الکافی والتبیین اوکانت علی الستر[40] اعنی بدون التاء وھو اولی کما لایخفی۔	اگر کوئی تصویر پڑے ہوئے تکیے پر ہو یا بچھے ہوئے بچھونے پر ہو تو مکروہ نہیں اس لئے کہ اس صورت میں اسے پامال کیا جاتا ہے اور پاؤں میں رکھا جاتا ہے۔بخلاف اس صورت کے کہ جب تکیہ کھڑا کیا جائے یا پردے پر کوئی تصویر ہو (اس صورت میں کراہت ہوگی) اس لئے کہ تصویر کی تعظیم پائی گئی اھ یہ الفاظ ہدایہ کے ہیں،اور کافی اور تبیین کے یہ الفاظ ہیں یا کسی پردے پر تصویر کے نقوش ہوں۔میری مراد یہ ہے کہ لفظ ستر کے آخر میں حرف تاء نہیں ہونا چاہئے اور یہ زیادہ بہتر ہے،جیسا کہ مخفی نہیں۔(ت)

محقق نے فتح القدیر میں صرف مکان میں تصویر ممنوع بروجہ اکرام رکھے ہونے کی کراہت کو نماز کی طرف ساری بتایا اگرچہ تشبّہ عبادت نہ ہو،

حیث قال لوکانت الصورۃ خلفہ او تحت رجلیہ ففی شرح عتاب لاتکرہ الصلٰوۃ ولکن تکرہ کراھۃ جعل الصورۃ فی البیت للحدیث ان الملئکۃ لاتدخل بیتا فیہ کلب اوصورۃ الا	چنانچہ فتح القدیر نے فرمایا اگر تصویر پس پشت ہو یا اس کے دونوں پاؤں کے نیچے پڑی ہو تو شرح عتاب میں فرمایا کہ اس صورت میں نماز مکروہ نہ ہوگی لیکن تصویر کا گھر میں رکھنا مکروہ ہے اس حدیث کی بناء پر کہ "اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو"۔مگر

[38] تبیین الحقائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیھا المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۱۶۶
[39] الھدایۃ کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیھا المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۲۲
[40] تبیین الحقائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیھا المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۱۶۷

ان ھذا یقتضی کراھۃ کونھا فی بساط مفروش وعدم الکراھۃ اذاکانت خلفہ وصریح کلامھم فی الاول خلافہ وقولہ(ای صاحب الھدایۃ)اشدھا کراھۃ ان تکون امام المصلی الی ان قال ثم خلفہ یقتضی خلاف الثانی ایضا لکن قد یقال کراھۃ الصلٰوۃ ثبت باعتبار التشبہ بعبادۃ الوثن ولیسوا یستدبرونہ ولا یوطونہ فیھا ففیما یفھم مماذکرنا من الھدایۃ (ای من الکراھۃ اذاکانت خلف المصلی)نظروقد یجاب بانہ لابعد فی ثبوتھا فی الصلٰوۃ باعتبار المکان کما کرھت الصلٰوۃ فی الحمام علی احد التعلیلین وھو کونھا ماوی الشیاطین فان قیل فلم لم یقل بالکراھۃ ان کانت تحت القدم وماذکرت یفیدہ لانھا فی البیت،وبہ یعترض علی المصنف ایضا حیث یقول لایکرہ کونھا	اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ اگر تصویر کسی بچھے ہوئے بچھونے پر ہو تو کراہت ہوگی لیکن اس وقت کراہت نہ ہوگی جبکہ تصویر اس کے پیچھے ہو۔اور در صورت اول ائمہ کرام کا صریح کلام اس کے خلاف ہے۔او رصاحب ہدایہ کاارشاد کہ شدید تر کراہت ہوگی،اگر کوئی تصویر نمازی کے آگے ہو۔یہاں تک کہ فرمایا پھر اس سے کم درجہ کراہت ہوگی جبکہ تصویر اس کے پیچھے ہو۔اور یہ صورت ثانیہ کے خلاف کاتقاضا کرتی ہے لیکن کبھی یہ بھی کہہ دیاجاتاہے کہ نماز میں ثبوت کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں عبادت صنم سے تشبہ ہے،حالانکہ کسی صنم کے پجاری دونوں صورتوں میں نہ تو اس سے پیٹھ پھیرتے ہیں نہ ہی اسے پامال کرتے ہیں لیکن جوکچھ ہم نے ہدایہ سے ذکر فرمایا اس سے تو یہی مفہوم ہوتاہے کہ اگر تصویر نمازی کے پیچھے ہو تو بھی کراہت ہوگی۔للذا اس قول میں نظر اور اشکال ہے۔لیکن کبھی یہ جواب دیاجاتاہے کہ بحیثیت مکان کراہت نماز کے ثبوت میں کوئی بعد نہیں۔جیسا کہ ایک تعلیل کے مطابق حمام میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ شیاطین کا ٹھکانا (اور مرکز) ہے۔اگر کہاجائے کہ یہ کیوں نہ کہاگیا کہ اگر تصویر پاؤں میں پڑی ہو تو بھی کراہت ہوگی،حالانکہ جوکچھ بیان فرمایاگیا اس سے تو یہ فائدہ حاصل ہوتاہے،اس لئے کہ تصویر گھر میں موجود ہے،باوجودیکہ اس سے

فی وسادۃ ملقاۃ فالجواب لایکرہ جعلہا فی المکان کذٰلك لیتعدی الی الصلٰوۃ وحدیث جبریل مخصوص بذٰلك[41] اھ ملخصا۔	مصنف علیہ الرحمۃ پر اعتراض کیا جاسکتا ہے اس لئے کہ وہ فرما رہے ہیں کہ اگر پڑے ہوئے گدے میں تصویر ہو تو کراہت نہ ہوگی، تو اس کا جواب یہ ہے کہ مکان میں بایں طور تصویر رکھنا مکروہ نہیں تاکہ نماز کی طرف تعدیہ ہو۔ اور حدیث جبریل اس سے مخصوص ہے اھ ملخصاً (ت)

ان کے تلمیذ محقق ابن امیر الحاج نے حلیہ میں صرف امتناع ملئکہ کے علت ہونے کا استظہار اور تشبہ پر مدار سے انکار فرمایا، ہاں اسے موجب زیادت کراہت بتایا،

وھذا نصہ فان قیل ان کانت العلۃ فی الکراھۃ کون المحل الذی تقع فیہ الصلٰوۃ لاتدخلہ الملئکۃ حینئذ لان شر البقاع بقعۃ لاتدخلہ الملئکۃ فینبغی ان تکرہ الصلٰوۃ فی بیت فیہ الصورۃ سواء کانت مہانۃ اوغیر مہانۃ فان ظاھر نص الصحیحین عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولاصورۃ یقتضی انہ لاتدخل الملئکۃ ھذا البیت ایضا (ای مافیہ الصورۃ مہانۃ) لان النکرۃ فی سیاق النفی عامۃ غایۃ الامر ان کراھۃ الصلٰوۃ فیما	چنانچہ محقق موصوف کی یہ تصریح ہے، اگر کہا جائے کہ کراہت کی علت گھر میں فرشتوں کا داخل نہ ہونا ہے تو جس گھر میں تصویر موجود ہو وہاں نماز مکروہ ہو وہ تصویر خواہ تذلیل کی صورت میں ہو یا غیر تذلیل کی صورت میں ہو، کیونکہ بخاری اور مسلم کی ظاہر نص یہی چاہتی ہے کہ اس گھر میں فرشتے داخل نہ ہوں گے جس میں تصویر بصورت تذلیل ہی رکھی ہو کیونکہ نکرہ سیاق نفی میں عام ہوتا ہے، اور نص جو حضور اکرم (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم) سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے کہ جس میں کتا یا تصویر موجود ہو۔ (نکرہ سیاق نفی میں عام ہوتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ حدیث پاک میں لفظ "بیتا" نکرہ ہے جس کا معنی "کوئی گھر" ہے اور یہ "لاتدخلہ" جو جملہ منفیہ ہے اس کے تحت داخل ہے یعنی فرشتے

[41] فتح القدیر کتاب الصلٰوۃ باب یفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۲

اذا کانت الصورۃ فی موضع سجودہ او امامہ او فوقہ اشد وان کانت العلۃ فی الکراھۃ التشبہ بعبادۃ الصورۃ فلاتکرہ اذالم تکن امامہ ولافوق راسہ لان التشبہ لایظھر الااذاکان علی احد ھٰذین الوجھین فالجواب ان الذی یظھر ان العلۃ ھی الامر الاول واما الباقی فعلاوۃ تفید اشدیۃ الکراھۃ غیر ان عموم النص المذکور مخصوص باخراج ماتقدم اخراجہ من الکراھۃ[42] اھ ملخصًا۔	کسی ایسے گھر میں نہیں جاتے جہاں کسی بھی حالت میں تصویر موجود ہو۔ مترجم) انتہائی امر یہ ہے کہ نماز میں اس صورت میں شدید تر کراہت ہوگی جبکہ تصویر محل سجدہ میں ہو یا نمازی کے آگے یا اس کے اوپر، اور اگر کراہت کی علت عبادت تصویر سے تشبہ ہو تو اگر تصویر نمازی کے آگے یا اس کے سر کے اوپر نہ ہو تو کراہت نہ ہوگی کیونکہ تشبّہ صرف ان دو صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ علت صرف پہلا امر ہے اور اس کے علاوہ جو کچھ باقی ہے وہ شدید تر کراہت کا فائدہ دیتا ہے۔ علاوہ یہ کہ نص مذکور کا عموم، مخصوص منہ البعض ہے کہ اس سے وہ کراہت خارج کر دی گئی کہ جس کے اخراج کا ذکر پہلے آگیا ہے اھ ملخصًا (ت)

اسی بنا پر صور صغار سے نفی کراہت کی دلیل کہ ہدایہ وکافی و تبیین وعامہ مشائخ کرام نے افادہ فرمائی اور ان کے شیخ محقق علی الاطلاق نے اس پر تقریر کی، اعتراض فرمادیا،

فقال اما عدم الکراھۃ اذاکانت الصورۃ صغیرۃ لا تظھر للناظر علی بعد فقالوا لانھا لاتعبد والکراھۃ انما کانت باعتبار شبہ العبادۃ[43] وقد عرفت مافی ھذا۔	محقق ابن ہمام نے فرمایا، رہی یہ بات کہ کراہت نہ ہوگی جبکہ تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے کے لئے دور سے واضح اور نمایاں نہ ہو تو ائمہ فقہ نے عدم کراہت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اس قدر چھوٹی تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی، اور تحقق کراہت باعتبار شبہ عبادت ہے، بلاشبہہ اس میں جو نقص ہے آپ اسے پہچان گئے (ت)

صاحب بحر نے بحر میں ان کی تبعیت کی بلکہ ان کے استظہار پر جزم کیا،

فقال انما لم تکرہ الصلوٰۃ فی بیت	مصنف بحر رائق نے فرمایا، ایسے گھر میں نماز پڑھنی

[42] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی
[43] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

فیه صورة مهانة مع عموم الحدیث ان الملئکة لاتدخله وهو علة الکراهة لوجود مخصص(الٰی ان قال)الا ان تکون صغیرة لان الصغار جدا لاتعبد والکراهة انماکانت باعتبار شبه العبادة کذاقالوا وقد عرفت مافیه[44] اھ قال فی منحة الخالق مافیه ای ان العلة لیست التشبه بل عدم دخول الملئکة علیهم السلام[45] اھ اقول:کل کلامه ھٰهنا ماخوذ عن الحلیة و ان لم یعزالیها ولم یقدم ماقدم هو لنفی علیة التشبه من لزوم ان لاتکره اذا لم تکن امامه ولا فوقه فلم یستقم له قوله قدعرفت مافیه۔	مکروہ نہیں کہ جس میں تصویر کی تذلیل ہو باوجود عموم حدیث کہ تصویر والے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے،اور ان کا غیر دخول کراہت کے لئے علت ہے باوجودیکہ اس کا مخصص موجود ہے،یہاں تک کہ فرمایا،مگر یہ کہ تصویر چھوٹی ہو،کیونکہ بلاشبہہ چھوٹی تصویروں کی عبادت نہیں ہوتی،اور کراہۃ باعتبار شبہ عبادت ہے،ائمہ کرام نے یونہی ذکر فرمایا۔ اور تمہیں معلوم ہے جوکچھ اس میں کمزوری ہے اھ،منحۃ الخالق میں فرمایا جوکچھ اس میں ہے(مافیہ)یعنی علت محض تشبّہ نہیں بلکہ ملائکہ کرام علیہم السلام کاوہاں عدم دخول ہے اھ **اقول:**(میں کہتاہوں)یہاں ان کاسارا کلام الحلیہ سے ماخوذ ہے اگرچہ اس کی طرف نسبت نہیں کی اور مقدم نہیں کیا (یعنی پہلے ذکر نہیں کیا)جوکچھ اس نے مقدم کیاتھا"علیۃ"تشبّہ کی نفی کے لئے بوجہ اس لزوم کے کہ نماز مکروہ نہیں ہوتی جبکہ تصویر آگے اور اوپر نہ ہو۔لہٰذا اس کا یہ کہنا کہ قد عرفت مافیہ ٹھیک اور مستقیم نہیں۔(ت)

پھر محقق حلبی نے اثنائے کلام میں دوعلت باقی اعنی تشبّہ و تعظیم کی طرف بھی میل فرمایا یہاں تک کہ صورت تشبّہ وشبہہ تعظیم کو موجب ٹھہرایا،اور بحر نے بدستور اتباع کیا،

وهذا نص الحلیة بعد ماقدمنا عنها وذکر الاحادیث المخصصة.قال نعم علی هذا یقال ینبغی ان لاتکره الصلٰوة علی بساط فیه صورة وان کانت فی	حلیہ کی یہ تصریح،اس کے بعد سے جوکچھ ہم اس کے حوالہ سے پہلے بیان کرآئے ہیں اور بعد ذکر فرمانے احادیث مخصصہ کے فرمایا چنانچہ اس نے کہاکہ ہاں اس روش پر یہ کہاجاسکتاہے کہ پھر تومناسب ہے کہ نماز ایسے بچھونے پر

[44] بحرالرائق کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۸،۲۷

[45] منحۃ الخالق علی البحر الرائق باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۸،۲۷

موضع السجود لان ذٰلك لیس بمانع من دخول الملئكة كما افادته هذه النصوص[46]،فان قلت الكراهة فی هذه الصورة انما هی معللة بالتشبه بعبادة الاصنام لاغیر قلت یمكن ان یقال وجود التشبه المذكور فی هذه الصورة ممنوع فان عباد التماثیل والصور لا یسجدون علیها وانما ینصبونها ویتوجهون الیها بل الذی ینبغی ان یكره علی هذا ما اذا كانت الصورة امامه لافی موضع سجوده اللهم الا ان یقال انها اذا كانت امامه فی موضع سجوده تكون فی الصلٰوة صورة الشبه بالعبادة لها فی حالة القیام والركوع ثم فی حالة السجود علیها ان لم یوجد التشبه بعبادتها فهو لایعری عن نوع شبه بتعظیم الصور لان ذٰلك یشبه فی صورة الخضوع لها وتقبیلها ولاباس بهذا التوجیه وان لم یذكروه۔

مکروہ نہ ہو کہ جس میں تصویر ہو اگرچہ وہ جائے سجدہ میں ہو کیونکہ یہ دخول ملائکہ سے مانع نہیں جیسا کہ ان نصوص نے افادہ بخشا۔ اگر کہا جائے کہ اس صورت میں کراہت معللہ کی علت صرف تشبہ عبادت اصنام ہے اور کچھ نہیں۔ **میں کہتا ہوں** ممکن ہے یہ کہا جائے کہ اس صورت میں "تشبہ" مذکور کا پایا جانا ممنوع (غیر مسلم) ہے اس لئے کہ مورتیوں اور تصویروں کے پجاری ان پر سجدہ نہیں کرتے بلکہ انہیں کھڑا کرکے ان کی طرف متوجہ رہتے ہیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس صورت میں کراہت اس وقت ہو کہ جب تصویر اس کے آگے ہو نہ کہ اس کے محل سجدہ میں ہو۔ اے اللہ! تیری ہی نصرت سے یہ کہا جائے کہ جب تصویر اس کے آگے اس کی جائے سجدہ میں ہو تو پھر نماز میں بحالت قیام اور رکوع تشبہ عبادت صورتًا پایا جائے گا، پھر تصویر پر سجدہ کرنے کی صورت میں اگرچہ تصویر کے لئے تشبہ عبادت نہ پایا جائے گا تاہم یہ حال اس سے خالی نہ ہوگا کہ اس میں تعظیم تصویر کا ایک نوع شبہ ہوگا، کیونکہ یہ صورت تصویر کے لئے عاجزی اور اس کی بوسہ زنی کے مشابہ ہوگی اور اس توجیہ کے ذکر کرنے میں کچھ حرج نہیں اگرچہ ائمہ کرام نے اسے ذکر نہیں فرمایا۔ (ت)

علامہ شامی نے تشبّہ و تعظیم دو علتیں رکھیں اور امتناع ملائکہ سے تعلیل کو نامناسب ٹھہرایا

[46] حلیة المحلی شرح منیة المصلی

اولًا باتباع ہدایہ وغیرہا فرمایا:

علۃ کراھۃ الصلٰوۃ بھا التشبہ[47].	تصویر کے ساتھ نماز پڑھنے کی کراہت کی علت تشبہ عبادت ہے(ت)

پھر چند قول کے بعد لکھا:

قد ظھر من ھذا ان علۃ الکراھۃ فی المسائل کلھا اما التعظیم او التشبہ علی خلاف مایاتی[48]۔	اس سے یہ ظاہر اور واضح ہوا کہ ان تمام مسائل میں کراہت کی علت دو چیزوں میں سے ایک چیز ہے۔ **(۱)** تعظیم **(۲)** یا تشبہ عبادت۔ اس کے خلاف ہے جو کچھ آگے آئے گا۔ (ت)

پھر ایک صفحہ کے بعد کلام مذکور حلیہ وبحر تلخیص کرکے فرمایا:

اقول: الذی یظھر من کلامھم ان العلۃ اما التعظیم او التشبہ کما قدمناہ والتعظیم اعم کما لوکانت عن یمینہ اویسارہ اوموضع سجود فانہ لاتشبہ فیھا بل فیھا تعظیم ،وماکان فیہ تعظیم وتشبہ فھو اشد کراھۃ ،وخبر جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام معلول بالتعظیم بدلیل الحدیث الاٰخر وغیرہ فعدم دخول الملئکۃ انما ھو حیث کانت الصورۃ معظمۃ وتعلیل کراھۃ الصلٰوۃ	**میں کہتاہوں** جو کچھ ان کے (ائمہ کرام کے) کلام سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کراہت کی علت تعظیم یا تشبّہ ہے، جیسا کہ ہم نے اس کو پہلے بیان کردیا ہے، اور تعظیم زیادہ عام ہے جیسا کہ اگر تصویر اس کی دائیں یا بائیں طرف ہو یا اس کے محل سجدہ میں ہو (تو تعظیم پائی جائے گی) کیونکہ ان صورتوں میں تشبہ عبادت نہیں بلکہ ان میں صرف تعظیم ہے، لیکن جس صورت میں تعظیم اور تشبہ دونوں ہوں تو پھر اس میں شدید تر کراہت ہوگی، اور حضرت جبریل علیہ السلام کی خبر معلول بالتعظیم ہے اس کی دلیل دوسری حدیث وغیرہ ہے اور فرشتوں کا داخل نہ ہونا وہاں ہے جہاں تصویر تعظیم سے رکھی ہو، اور نماز کے مکروہ ہونے کی تعلیل تعظیم کو

[47] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵

[48] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵

بالتعظیم اولٰی من التعلیل بعدم الدخول لان التعظیم قدیکون عارضا لان الصورۃ اذا کانت علی بساط مفروش تکون مھانۃ لاتمنع من الدخول ومع ھذا لوصلی علی ذٰلک البساط وسجد علیھا تکرہ لان فعلہ ذٰلک تعظیم لھا والظاھر ان الملئکۃ لاتمنع من الدخول بذٰلک الفعل العارض[49]۔	قرار دینا عدم دخول ملائکہ کو تعلیل قرار دینے سے کہیں بہتر ہے کیونکہ تعظیم کبھی عارضی ہوتی ہے مثلاً تصویر کسی بچھے ہوئے بچھونے پر تذلیل سے پڑی ہو تو پھر یہ دخول ملائکہ سے مانع نہ ہوگی۔اس کے باوجود اگر اس بچھونے پر نماز پڑھے اور اس تصویر پر سجدہ کرے تو کراہت ہوگی، کیونکہ اس کا یہ فعل تصویر کی تعظیم ہے،اور ظاہر ہے کہ اس عارضی فعل کی وجہ سے فرشتے وہاں جانے سے نہیں رکتے۔(ت)

عجب یہ کہ علامہ قوام کاکی نے درایہ میں بعض صورتیں تعظیم وتشبّہ دونوں منتفی مان کر کراہت ثابت مانی۔درمختار میں ہے:

اختلف فی مااذا کان التمثال خلفہ والاظھر الکراھۃ[50]۔	اس میں اختلاف کیا گیا جبکہ تصویر پیٹھ پیچھے ہو،زیادہ ظاہر یہ ہے کہ کراہت ہوگی الخ(ت)

ردالمحتار میں ہے:

لکنھا فیہ ایسر لانہ لاتعظیم فیہ ولاتشبہ معراج[51]۔	لیکن کراہت اس میں زیادہ آسان ہے کیونکہ اس میں نہ تو تعظیم ہے اور نہ تشبہ ہے، معراج۔(ت)

علامہ شامی نے اس نفی کی یہ توجیہ کی:

قلت وکان عدم التعظیم فی التی خلفہ وان کانت علی حائط اوستران فی استدبارھا استھانۃ لھا فیعارض ما فی تعلیقھا من التعظیم بخلاف ماعلی بساط مفروش ولم یسجد علیھا فانھا مستھانۃ	**میں کہتا ہوں** اگر تصویر پیٹھ پیچھے ہو تو گویا اس کی کوئی تعظیم نہیں اگرچہ دیوار یا پردے پر ہو اس لئے کہ اسے پیٹھ پیچھے رکھنے میں اس کی توہین وتذلیل ہے،اور تصویر لٹکانے میں جو اس کی تعظیم ہے وہ اس کے معارض ہے۔بخلاف اس صورت کے تصویر بچھائے گئے بچھونے پر ہو لیکن اس پر سجدہ نہ کرے پھر وہ توبہر وجہ

[49] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۶

[50] درمختار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۲

[51] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵

من کل وجه[52]۔	ذلیل وخوار ہے۔(ت)

اقول: (میں کہتا ہوں) اور عجب تر یہ کہ باوصف انتفائے وصفین اثبات کراہت کی یہ توجیہ فرما کر اس کے متصل ہی وہ لکھا کہ:

قدظهر من هذا ان علة الكراهة فى المسائل كلها التعظيم او التشبه وهل هو الاتفريع على النقض[53]۔	اس میں اختلاف کیا گیا جبکہ تصویر پیٹھ پیچھے ہو (کہ اس کا حکم کیا ہے) پس زیادہ ظاہر یہ ہے کہ کراہۃ ہوگی بیشک اس سے واضح ہوا کہ ان مسائل میں کراہت کی علت تعظیم یا تشبہ ہے، اور یہ تو نہیں مگر تفریع بر نقض۔(ت)

یہ ہیں بظاہر سات رنگ کے اقوال **وانا اقول: وبالله التوفیق وبه الوصول الی ذری التحقیق** (اور میں کہتا ہوں اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے اور اسی سے ہے تحقیق کی بلندیوں تک پہنچنا۔ت) افادات مشائخ کرام کہ ہدایہ واتباع ہدایہ میں مذکور ہوئے ضرور حق و صحیح، اور ہر غبار سے پاک و نجیح ہیں بیشک سوا تشبّہ کے کچھ علت نہیں، اور بیشک تعظیم علت ہے، اور بیشک امتناع ملائکہ علت ہے، متاخرین کے اختلافات وتر ددات کا منشا ان امور ثلٰثہ میں تفارق سمجھنا ہے حالانکہ ان میں باہم تلازم ہے تشبہ عبادت بے تعظیم ناممکن ہو ناتو بدیہی کہ عبادت غایت تعظیم ہے جہاں اصلاً کسی طرح شائبہ تعظیم نہ ہو وہاں شبہ عبادت کیا معنی، ولہٰذا اگر بساط مفروش میں تصویر ہو اور وہ بساط جانماز نہ ہو نہ مصلی تصویر پر سجدہ کرے تو ہمارے ائمہ کے اجماع سے اصلاً کراہت نہیں کہ اب کوئی وجہ تعظیم نہ پائی گئی تو تشبہ عبادت کہ یہی علت تھا متحقق نہ ہوا **کما تقدم من الکتب الثلثة ومثله فی سائرهن** (جیسا کہ تین کتابوں کے حوالے گزر چکے اور باقی کتابوں میں بھی اسی طرح ہے۔ت) یونہی تعظیم تصویر تشبہ عبادت کو مستلزم کہ تعظیم دونوں کو جامع ہے جب اس کا درجہ اعلٰی عبادت ہے ادنٰی میں اس سے مشابہت ہے **اقول:** (میں کہتا ہوں) یہ اس لئے کہ تصویر کو کوئی علاقہ رب عزوجل سے نہیں اور حقیقی مستحق ہر تعظیم وہی حقیقی جلیل عظیم عزجلالہ ہے معظمان دینی کی تعظیم اس کی طرف نسبت وعلاقہ سے ہے وہ غایت عظمت میں ہے تو غایت تعظم اعنی عبادت اسی کے لائق، دوسرے کہ اس سے منتسب ہیں، اپنی اپنی نسبتوں کے قدر اس کے حکم سے دیگر معظمات نازلہ کے مستحق، تو یہ تعظیمیں "اعطاء کل ذی حق حقّه" کے قبیل سے ہوئیں بلکہ حقیقۃً اسی کی تعظیم ہیں، ولہٰذا حضور سید العالمین اعظم المعظمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ان من اجلال الله اکرام ذی الشیبة	بوڑھے مسلمان اور سنی عالم اور عادل بادشاہ کی

[52] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵

[53] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵

المسلم وحامل القراٰن غیرالغالی فیه والجافی عنه واکرام السلطاٰن المقسط رواہ ابوداؤد[54] بسند حسن عن ابی موسی الاشعری رضی اللّٰه تعالٰی عنه۔	تعظیمیں اللہ ہی کی تعظیم ہیں (امام ابوداؤد نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کو روایت فرمایا ہے۔ت)

مگر جس وجہ کو اس عظیم حقیقی سے علاقہ نہیں وہ اصلًا لائق تعظیم نہیں اور اب جو اس کی ذرا بھی تعظیم کی جائے گی استقلال کی بو دے گی کہ علاقہ تبعیت منتفی ہے لاجرم تشبہ عبادت سے مفر نہ ہوگا، ولہٰذا امام علام فخر الاسلام نے شرح جامع صغیر میں فرمایا:

امساك الصورۃ علی سبیل التعظیم ظاھرا مکروہ لان ذٰلك یشبه عبادۃ الصنم اھ نقله عنه فی الحلیة[55]۔	برملا بطور تعظیم کسی تصویر کو اٹھانا مکروہ ہے کیونکہ اس میں عبادت صنم سے مشابہت ہے اھ "الحلیہ" میں اس کو اسی راوی (ابوموسٰی اشعری) سے نقل کیا ہے۔(ت)

یوہیں امتناع ملائکہ اسی گھر میں جانے سے ہوگا جہاں تصویر بروجہ تعظیم رکھی ہو ورنہ ہر گز نہیں، حدیث مذکور ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی اس میں نص صریح ہے، امین الوحی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے نہ حاضر ہونے کی وجہ یہ عرض کی کہ پردہ پر تصویریں منقوش تھیں اور اس کا علاج یہ گزارش کیا کہ اسے کاٹ کر دو مسندیں بنائی جائیں کہ زمین پر ڈالی اور پاؤں سے روندی جائیں، اگر اس کے بعد بھی امتناع باقی رہتا تو علاج کیا ہوا،

فانتفی قول العتابی فیما کانت تحت قدمیه انھا تکرہ کراھة جعلھا فی البیوت لاجل الحدیث وقد تقدم عن الفتح انه خلاف صریح کلامھم **اقول:** بل خلاف صریح کلام	لہٰذا علامہ عتابی کا قول منفی اور زائل ہوگیا کہ اگر تصویر قدموں میں پڑی ہو تو پھر بھی کراہت ہوگی کہ وہ گھر میں موجود ہے اور ایسا حدیث کی وجہ سے ہے، اور فتح القدیر کے حوالہ سے پہلے بیان ہوچکا کہ بات کلام ائمہ کرام کے بالکل صریح خلاف ہے **اقول:** (میں کہتا ہوں)

[54] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تنزیل الناس منازلھم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۰۹

[55] حلیة المحلی شرح منیة المصلی

محرر المذھب محمد حیث قال فی مؤطاہ بعدمارو ی حدیثا فی المعنی وبھذا ناخذ ماکان فیہ من تصاویر من بساط یبسط اوفراش یفرش اووسادۃ فلاباس بذٰلك انما یکرہ من ذٰلك فی الستر ومایںصب نصبا وھو قول ابی حنیفۃ والعامۃ من فقھائنا[56] اھوقدروی الطبرانی فی الاوسط عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ رخص فیما کان یوطأ وکرہ ماکان منصوبا[57]۔	(یہی نہیں) بلکہ یہ محررمذہب(مذہب کو قلمبند کرنے والا) امام محمد کے کلام کے بھی صریح خلاف ہے جیسا کہ امام محمد نے اپنی موطا میں ارشاد فرمایا، بعد روایت کرنے حدیث کے اس معنی میں، یہی وجہ ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ جس بچھائے ہوئے بچھونے پر تصویریں ہوں یا بچھائے گئے فرش یا تکیے میں ہوں تو ان میں کچھ حرج نہیں، ہاں اگر پردے پر نقش ہوں یا کسی کھڑی کی ہوئی چیز میں ہو تو ضرور کراہت ہوگی اور یہی امام ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہائے کرام کا ارشاد ہے اھ اور امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے نبی مکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی کہ جو تصویر پامال اور ذلیل شدہ ہو آپ نے س کی رخصت اور اجازت دی، اور جو استادہ اور بحالت قیام ہو اسے ناپسند فرمایا۔(ت)

ردالمحتار میں ٹھیک کہا کہ:

عدم دخول الملٰئکۃ انما ھو حیث کانت الصورۃ معظمۃ[58]۔	فرشتوں کا کسی گھر میں داخل نہ ہونا اس وقت ہے جبکہ تصویر عظمت سے رکھی ہو۔(ت)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

قال الخطابی انما لاتدخل	علامہ خطابی نے فرمایا: فرشتے اس گھر میں

[56] مؤطا الامام محمد باب التصاویر والجرس ومایکرہ منھا آفتاب عالم پریس لاہور ص ۳۸۲

[57] المعجم الاوسط حدیث ۵۶۹۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۶/ ۳۲۹

[58] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۶

الملئکۃ بیتا فیہ کلب اوصورۃ ممایحرم اقتناؤہ من الکلاب والصور واما مالیس بحرام من کلب الصید و الزرع والماشیۃ ومن الصورۃ التی تمتھن فی البساط و الوسادۃ وغیرھما فلایمنع دخول الملئکۃ بیتہ.قال النووی والاظھرانہ عام فی کل کلب وصورۃ وانھم یمتنعون من الجمیع لاطلاق الاحادیث ولان الجرو الذی کان فی بیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تحت السریر کان لہ فیہ عذر ظاھر لانہ لم یعلم بہ، ومع ھذا امتنع جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام من دخول البیت وعللہ بالجرو[59] اھ مانقلہ القاری مقرا علیہ۔ اقول:ماقالہ الامام النووی رحمہ اللہ تعالٰی ورحمنابہ محتمل فی الکلب علی نزاع ظاھر	نہیں داخل ہوتے کہ جس میں ایسا کتا یا ایسی تصویر ہوان کتوں یا ان تصویروں میں سے کہ جن کا محفوظ رکھنا حرام ہے۔لیکن جس کتے اور تصویر کا محفوظ رکھنا حرام نہیں مثلاً شکاری کتا یا کھیتی باڑی اور مال مویشی کی حفاظت کے لئے کتا رکھنا، یا وہ تصویر جوتوہین وتذلیل کی صورت میں بچھونے اور تکیے وغیرہ پر ہو (اورایسی تصویر کارکھنا حرام نہیں)لہذا یہ فرشتوں کو گھر میں داخل ہونے سے نہیں روکتی۔امام نووی نے فرمایا:زیادہ ظاہر یہ ہے کہ حکم مذکور عام ہے ہر کتے اور ہر تصویر کو شامل ہے لہذا فرشتے ان سب وجہوں سے جانے سے رک جاتے ہیں اس لئے کہ احادیث واردہ میں اطلاق ہے(یعنی ان میں کوئی قید مذکور نہیں)اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جو بچہ سگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاشانہ اقدس میں تھا وہ تخت کے نیچے روپوش تھا اور اس میں حضور پاک کے لئے ایک واضح عذر تھا کیونکہ آپ کو اس کی پوری تفصیل معلوم نہ تھی(اور اس کی وجہ آپ کی توجہ تھی)پس اس کے باوجود حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں داخل ہونے سے رک گئے، اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ گھر میں بچہ سگ موجود ہے اھ جو حضرت ملا علی قاری نے اقرار کرتے ہوئے نقل فرمائی۔ **اقول:**

[59] مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب اللباس تحت حدیث ۴۴۸۹ ۸/ ۲۶۵،۲۶۶

فیما استدل لہ بہ وان تبعہ فیہ الشیخ فی اشعۃ اللمعات ورجع اخرا الی استثناء کلب یحل اقتناؤہ و ذٰلك لانہ کم من فرق بین مارخصہ الشرع لحاجۃ و بین ماوقع من غیر المرخص بدون علم وما مثلہ الا کنجاسۃ معفوۃ شرعا واخری کثیرۃ صلی معہا من دون علم بہا. اما ماذکر فی الصورۃ فلا یصرح حدیث جبریل المذکور. وایضا اخرج البخاری والامام احمد عن ام المؤمنین انہا کانت اتخذت علی سھوۃ لہا سترا فیہ تماثیل فھتکہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قالت فاتخذت منہ نمرقتین فکانتا فی البیت نجلس علیہما[60] زاد احمد ولقد رأیتہ متکئا علی احدٰھما	(میں کہتا ہوں) جو کچھ امام نووی نے ارشاد فرمایا (اللہ تعالٰی ان پر رحمت برسائے اور ان کے طفیل ہم پر بھی رحمت کا نزول فرمائے) کتے میں واضح نزاع کی وجہ سے اس کا احتمال ہے کہ جس سے موصوف نے استدلال کیا ہے اگرچہ شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی اس مسئلہ میں ان کا ساتھ دیا ہے، او رآخر میں اس کتے کا استثناء فرمایا کہ جس کی حفاظت کرنا شرعًا حلال اور جائز ہے، یہ اس لئے کہ بڑا فرق ہے اس کے درمیان کہ جس کی کسی ضرورت سے شریعت نے اجازت اور رخصت دی اور اس کے درمیان کہ بغیر رخصت دیئے بغیر علم واقع ہوا۔ اور اس کی مثال نہیں مگر اس مقدار نجاست کی طرح جو شرعًا معاف ہے۔ اور دوسری مقدار عفو سے بہت زیادہ ہے کہ بغیر علم اس کے ساتھ کسی شخص نے نماز پڑھی۔ لیکن جو کچھ تصویر (صورۃ) کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے تو ذکر کردہ حدیث جبریل اس کی کوئی تصریح نہیں کرتی، نیز بخاری اور امام احمد نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کے حوالے سے اس کی تخریج فرمائی کہ مائی صاحبہ نے طاق پر ایک پردہ لٹکایا جس میں نقشی تصویریں تھیں، تو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

[60] صحیح البخاری کتاب المظالم والقصاص باب ھل تکسر الدنان التی فیہا الخمر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۳۷

وفیھا صورۃ[61] اھ ۔ وماکان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیترک فی البیت شیئا یمنع دخول جبریل علیہ الصلٰوۃ والتسلیم بل فی حدیثھا رضی اللہ تعالٰی عنھا عند الطحاوی قالت اشتریت نمرقۃ فیھا تصاویر فلما دخل علیّ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فراٰھا تغیر ثم قال یاعائشۃ ماھٰذہ فقلت نمرقۃ اشتریتھا لک تقعد علیھا قال انا لاندخل بیتا فیہ تصاویر[62]. فالحق ان الامتناع مختص بغیر المھانۃ، واللہ تعالٰی اعلم۔	نے اسے پھاڑ ڈالا، مائی صاحبہ نے فرمایا: پھر میں نے اس کے دو چھوٹے تکیے بنا ڈالے، وہ گھر میں رکھے ہوتے، اور ہم اہل خانہ ان پر بیٹھتے (یعنی ان سے ٹیک لگا کر بیٹھتے) امام احمد نے اس پر اتنا اضافہ کیا، بلاشبہہ میں نے حضور پاک کو دیکھا کہ آپ ان دونوں میں سے ایک پر ٹیک لگا کر تشریف فرما ہوتے جبکہ اس پر تصویر تھی اھ، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ہرگز یہ شان نہیں کہ گھر میں کوئی ایسی چیز چھوڑ دیتے جو حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گھر میں داخل ہونے سے روک رکھتی، بلکہ امام طحاوی کے نزدیک مائی صاحبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی روایت کچھ اس طرح ہے، فرمایا: میں نے ایک تکیہ خریدا جس میں نقشی تصویریں تھیں پھر جب حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور اسے دیکھا تو چہرہ اقدس کا رنگ تبدیل ہوگیا اور ارشاد فرمایا: (اے عائشہ!) یہ کیا ہے؟ میں عرض کی ایک چھوٹا سا تکیہ ہے جو میں نے آپ کی خاطر خریدا ہے، کہ اس سے آپ سہارا لگائیں گے، ارشاد فرمایا: ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس میں تصویریں ہوں۔ حق یہ ہے امتناع اُن تصویروں سے مختص ہے جو بغیر تذلیل وتوہین باعزت طریقے سے رکھی ہوں۔ واللہ تعالٰی اعلم

توظاہر ہوا کہ تینوں علتیں متلازم ہیں اور تینوں سے تعلیل صحیح ہے اور ان میں سے ہر ایک میں حصر بھی کر سکتے ہیں، اور مغز تحقیق یہ ہے کہ اصل علت تعظیم ہے تعظیم ہی سے تشبہ پیدا ہوتا ہے اور تعظیم ہی سے ملائکہ رحمت نہیں آتے، ولہٰذا اہانت کی صورتیں جائز رکھی گئیں کہ فرش

[61] مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۲۴۷

[62] شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الصور تکون فی الثیاب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۰۰

میں ہوں جن پر بیٹھیں، کھڑے ہوں، پاؤں رکھیں، یہ تقریر کلام مشائخ ہے وللہ الحمد۔

ثم اقول: (پھر میں کہتا ہوں۔ت) جبکہ ہر تعظیم تشبّہ عبادت صورت ہے اور ہر تشبّہ عبادت ملائکہ کے لئے قطعًا موجب نفرت، تو عارض ولازم میں تفرقہ محض بے اصل، تعلیق ونصب میں بھی تعظیم اسی فعل سے عارض ہوئی نہ کہ نفس ذات صورت کو لازم تھی توبساط مفروش میں جب تصاویر کو موضع سجود میں رکھ کر ان پر سجدہ کیا جائے گا بعینہٖ انہیں معلق ومنصوب کرنے کے مثل ہوگا اور اس وقت دخول ملٰئکہ کو منع کرے گا کہ ان کا امتناع بوجہ تعظیم تھا اور تعظیم پائی گئی،

فمااستظهره الشامی غیر ظاهر فان فرق بان جعلها فی المفروش اهانة لها فتعارض تعظیم السجود علیها فذٰلك امراٰخر غیر کون التعظیم عارضا وستعلم مافیه بعون الله تعالٰی اما قول الحلیة ذٰلك لیس بمانع من دخول الملٰئکة[63] کما افادته هذه النصوص **اقول**:لم تفد النصوص ان مجرد جعلها فی فراش اووسادة یخرجها عن منع الملٰئکة بل قیدته بقوله منبوذتین توطّاٰن وللنسائی فی رایة یجعل بساطا یوطأ[64]	لہٰذا علامہ شامی نے جس کو ظاہر قرار دیا ہے وہ (در حقیقت) ظاہر نہیں اور اگر یہ فرق کیا جائے کہ بچھے ہوئے فرش میں کسی تصویر کا ہونا (اور پیوستگی رکھنا) اس کی توہین وتذلیل ہے اور اس پر سجدہ کرنے کی وجہ سے حصول تعظیم اس کے متعارض ومتصادم ہے تو یہ اور چیز ہے نہ یہ کہ تعظیم کا عارض ہونا ہے اور ابھی تمہیں اللہ تعالٰی کی مدد سے معلوم ہوجائے گا جو کچھ اس میں کمزوری اور نقص ہے لیکن صاحب حلیہ کا یہ کہنا کہ یہ دخول ملائکہ سے مانع نہیں جیسا کہ ان نصوص نے افادہ دیا۔ میں اس کے متعلق گزارش کرتا ہوں کہ نصوص سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہوا کہ کس تصویر کو فرش یا تکیے میں رکھنا اسے امتناع ملائکہ سے نکال دیتا ہے بلکہ نصوص نے اس کو اس قول سے مقید کیا ہے کہ وہ تصویریں پھینکی ہوئی پامال شدہ ہوں (تاکہ ان کی صحیح اہانت اور تذلیل ہو) اور امام نسائی

[63] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[64] سنن النسائی کتاب الزینۃ ذکر اشد الناس عذابا میر محمد کارخانہ کتب کراچی ۲/ ۳۰۱

وللطبرانی فی الاوسط رخص فیماکان یوطأ[65] فمن جعلھا فی بساط ثم علقه علی الجدار کالاستار اووضعه علی الراس حرم قطعا ومنع الملئکة من الدخول.فکذا من جعلھا فی بساط ثم سجد علیھا وبالجملة القصد ھوالاستھان ولم یحصل.الاتری الی مافی البحر عن المحیط اذاکانت علی الوسادة ان کانت قائمة یکرہ لانه تعظیم لھا وان کانت مفروشة لایکرہ[66] اھ والی مافی الحلیة من شرح الجامع الصغیر للامام النووی یکرہ مایکون علی الوسائد الکبار(ای لانتصابه یکرھا)وکذٰلك کل شیئ نصیب فیصیر تعظیما له فاما اذاکان تحقیر اله فلاباس کالبساط المفروش والوسادة الملقاة لان فی ذٰلك استھانة بالصورة[67] اھوقدتقدم معناہ عن الھدایة والکافی والتبیین۔	کی رائے میں، تصویر کسی ایسے بچھونے میں ہو کہ اسے پامال کیا جائے۔اور امام طبرانی کی "الاوسط" میں ہے۔اس تصویر کی رخصت دی گئی جو پامال کی جائے،للذا جس نے تصویر کو کسی بچھونے میں رکھا، پھر پردوں کی طرح دیوار پر لٹکادیا یا اسے سر پر رکھ دیا تو یہ قطعی طور پر حرام ہے اور دخول ملائکہ سے مانع ہے اور اسی طرح جس نے اسے فرش میں رکھا اور پھر اس پر سجدہ کیا۔(خلاصہ کلام) مقصود اس کی توہین وتذلیل ہے جو یہاں حاصل نہیں ہوا،کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو کچھ بحر رائق میں بحوالہ محیط نقل کیا ہے۔اگر کوئی تصویر کسی تکئے پر ہو اگر وہ کھڑا ہے تو کراہت ہوگی کیونکہ اس صورت میں تصویر کی تعظیم ہوگی،اور اگر وہ بچھا ہوا ہے تو پھر کراہۃ نہ ہوگی اھ (ارے) تم وہ نہیں دیکھتے جو کچھ حلیہ شرح جامع صغیر امام نووی میں مذکور ہے۔بڑے بڑے تکیوں میں جو نقشی تصویریں ہوں (ان کے استعمال میں) کراہت ہے،اس لئے کہ ان کے اونچا کرنے سے تصویریں کھڑی رہتی ہیں،اور یہ حکم ہر کھڑی چیز کا ہے کیونکہ اس میں تصویر کی تعظیم ہے، لیکن جب ان کی تحقیر اور ذلت ہو تو پھر کچھ حرج نہیں جیسے بچھے ہوئے فرش اور پاؤں میں پڑے ہوئے تکئے وغیرہ، کیونکہ اس میں تصویر کی توہین وتذلیل ہے

[65] المعجم الاوسط حدیث ۵۶۹۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۶/ ۳۲۹
[66] بحر الرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ مایکرہ فیھا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۷
[67] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

	(جو مقصد شریعت ہے) اھ اور اس کا مفہوم ہدایہ، کافی اور تبیین کے حوالہ سے پہلے گزر چکا ہے(ت)

ثم اقول: (پھر میں کہتا ہوں۔ت) تصویر کہ مصلی کے پس پشت ہو اسی حالت میں مکروہ ہے کہ منصوب یا معلق یا دیوار پر منقوش یا چسپاں یا آئینہ میں لگی ہو اور یہ قطعاً تعظیم ہے،

فانتفی قول المعراج،لاتعظیم فیه ولاتشبه کما تقدم ولیت شعری اذا انتفیا فما الموجب للکراهة فان میل الی التمسك بامتناع الملئکة قلنا اذلا تعظیم فلاامتناع۔	لہٰذا مصنف معراج الدرایہ کا قول منفی اور زائل ہوگیا کہ اس صورت میں تعظیم اور تشبہ دونوں نہیں، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، کاش میں (اس راز کو) سمجھ لیتا کہ جب تعظیم اور تشبّہ دونوں منتفی اور زائل ہیں تو پھر وجہ کراہت کیا ہے۔ اگر امتناع ملئکہ کے استدلال کی طرف میلان کیا جائے تو ہم کہتے ہیں جب تعظیم نہیں تو امتناع کہاں ہے(ت)

ثم اقول: شرع مطہر نے جس شے کی تعظیم حرام اور توہین واجب کی اس سے اگر ایسا برتاؤ کیجئے جس میں ایک جہت سے توہین اور دوسری جہت سے تعظیم ہو وہ حرام و ناجائز ہی ہوگا اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ تعظیم و توہین متعارض ہو کر برابر ہو گئیں۔

اذلایجتمع الحلال والحرام الاغلب الحرام واعتبر هذا لمن یقبل الوثن ویضربه بالنعل فهل یقال تکافأ التقبیل والضرب فیجوز،کلابل یحرم لانه خلط عملاصالحاواخرسیئا۔	اس لئے کہ حلال اور حرام جمع نہیں ہوتے (مگر بربنائے احتیاط) حرام غالب ہوگا۔ اور اس کا اعتبار اس شخص کے (متضاد کام سے) کیا جاسکتا ہے کہ وہ ایک طرف تو صنم کو چومتا چاٹتا ہے اور دوسری طرف دیکھئے تو اس کی حالت یہ ہے کہ وہ جوتوں سے اسے مارتا پیٹتا ہے تو پھر اس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ بوسہ بازی اور مار پیٹ دونوں کام باہم برابر ہوگئے۔ لہٰذا یہ دونوں فعل جائز ہوگئے، ہر گز ایسا نہیں، بلکہ اس کا صنم کو بوسہ دینا حرام ہے، یہاں اس صورت میں اس نے اچھے اور برے فعل کو باہم مخلوط کر دیا ہے۔(ت)

ولہٰذا محرر المذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی و رحمنا بہ (پس اس لئے مذہب کو قید تحریر میں لانے والے حضرت امام محمد، اللہ تعالٰی ان پر رحم و کرم فرمائے اور ان کے صدقے ہم سب پر بھی رحمت برسائے۔ت) نے کتاب الاصل میں سجادہ یعنی جانماز میں تصویر کا ہونا مطلقاً مکروہ ٹھہرایا اگرچہ تصویر پر سجدہ نہ ہو کہ جانماز معظم ہے تو اس میں تصویر ہونا تصویر کی تعظیم ہے اور یہ لحاظ نہ فرمایا کہ جانماز زمین پر بچھائی جائے گی اور زمین پر بچھانا تصویر کی توہین ہے اس پر پاؤں رکھا جائے گا اور

یہ غایت توہین ہے تو وجہ وہی ہے کہ تعظیم مطلقًا مکروہ ہے اگرچہ اس کے ساتھ توہین بھی ہو جیسے معظمان دینی کی توہین مطلقًا حرام ہے اگرچہ اس کے ساتھ ہزار تعظیمیں بھی ہوں۔ ہدایہ میں ہے:

اطلق الکراھۃ فی الاصل لان المصلی معظم[68]۔	امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاصل میں کراہۃ کو مطلق رکھا اس لئے کہ جانماز ایک قابل تعظیم چیز ہے۔ (ت)

عنایہ میں ہے:

معناہ ان البساط الذی اُعِد للصلوٰۃ معظم من بین سائر البسط فاذا کان فیہ صورۃ کان نوع تعظیم لھا ونحن امرنا باھانتھا فلاینبغی ان تکون فی المصلی مطلقا سجد علیھا اولم یسجد[69]۔	اس کا معنی ہے کہ جو فرش (اور قالین وغیرہ) نماز کے لئے تیار کئے گئے وہ دوسرے تمام فرشوں سے اعلی، عمدہ اور بڑے ہیں اور قابل تعظیم ہیں، پھر جب ان پر کوئی تصویر ہو تو اس کی ایک گونہ تعظیم ہو گی حالانکہ ہمیں اس کی توہین وتذلیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا علی الاطلاق موزوں اور مناسب نہیں کہ تصویر کسی جانماز میں موجود ہو خواہ کوئی اس پر سجدہ کرے یا سجدہ نہ کرے۔ (ت)

اسی طرح تبیین وغیرہ میں ہے:

فانتفی ماوجہ بہ العلامۃ الشامی عدم التعظیم فیما اذاکانت خلفہ علی ستراوحائط، واستقر عرش التحقیق علی التلازم والعلل الثلاث وللہ الحمد۔	لہٰذا وہ کلام زائل اور منتفی ہو گیا کہ جس سے علامہ شامی نے عدم تعظیم کی توجیہ فرمائی تھی۔ اگر کوئی تصویر کسی پردے یا دیوار پر نمازی کے پس پشت ہو (تو کراہۃ نہ ہوگی) لہٰذا عرش تحقیق تینوں علتوں اور تلازم پر قرار پذیر ہو گیا، اور اللہ تعالٰی کے لئے ہی بہر نوع تعریف وتوصیف ہے (ت)

ثم اقول: وباللہ التوفیق (پھر میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں۔ت) تشبّہ دو قسم ہے: **ایک** عام کہ مطلقًا تصویر ممنوع کو بروجہ تعظیم رکھنے سے حاصل ہوتا ہے کما تقدم

---

[68] الہدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۲۲

[69] العنایۃ شرح الہدایہ علی ہامش فتح القدیر باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا مکتبہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۲

تحقیقه والتصریح به عن الامام فخر الاسلام (جیسا کہ اس کی تحقیق پہلے ہو چکی، اور امام فخرالاسلام کے حوالے سے اس کی تصریح آگئی۔ت)، دوسرا تشبّہ خاص کہ اس کے علاوہ نفس نماز میں مصلی کے کسی فعل یا ہیأت سے ظاہر ہو مثلاً تصویر کو سامنے رکھ کر اس کی طرف افعال نماز بجالانا یہ اشد واخبث ہے یہ ضرور نفس تعظیم سے اخص ہے،

وعليه يصدق قول الشامی ان التعظیم[70] اعم وقول الحلیة ان لیس مدار بل یوجب زیادة[71]۔	اور اس پر علامہ شامی کا یہ ارشاد کہ تعظیم زیادہ عام ہے بلاشبہہ صادق آتا ہے، اور مصنف الحلیہ کا یہ کہنا کہ یہ "مدار" نہیں بلکہ موجب زیادت ہے۔(ت)

جہاں یہ نماز میں کراہت تحریم ہوگی ورنہ مکان میں اس کا بروجہ تعظیم رکھنا تو قطعاً ممنوع وگناہ ہے،

فی الحلیة والبحر وردالمحتار هذه الکراهة کراهة تحریم[72] زاد فی البحر ینبغی ان یکون حراما لا مکروها ان ثبت الاجماع اوقطعیة الدلیل لتواتره[73]۔	حلیہ، بحرالرائق اور فتاوٰی شامی میں ہے یہ کراہت کراہت تحریمی ہے۔اور بحرالرائق میں یہ اضافہ فرمایا: مناسب ہے کہ یہ بجائے مکروہ ہونے کے حرام ہو، اگر اجماع اور دلیل کا قطعی ہونا ثابت ہو جائے اس کے تواتر کی وجہ سے۔(ت)

اور اس کے سبب نماز میں کراہت تنزیہی آجائے گی۔عنایہ میں ہے:

لان تنزیه مکان الصلوٰة عما یمنع دخول الملئکة مستحب[74]۔	اس لئے کہ جائے نماز کو اپنی چیز سے بچانا جو فرشتوں کے داخل ہونے سے مانع ہو مستحب ہے(ت)

حاشیۂ علامہ سعدی افندی میں ہے:

---

[70] ردالمحتار کتاب الصلوٰة باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۶

[71] حلیة المحلی شرح منیة المصلی

[72] ردالمحتار کتاب الصلوٰة باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵

[73] بحرالرائق کتاب الصلوٰة باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۷

[74] العنایة شرح الهدایة علی هامش فتح القدیر کتاب الصلوٰة باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۳

فتکون الکراھۃ تنزیھیۃ[75]۔	لہذا یہ کراہت، کراہت تنزیہی ہوگی(ت)

یہ ہے وہ کراہت جو محقق نے مکان سے نماز کی طرف ساری مانی، ہمارے اس بیان سے ظاہر ہوا کہ مسئلہ تصاویر میں دربارہ نماز جو لفظ کرہ کتب میں ارشاد ہوا اس سے مراد کراہت تحریمی و تنزیہی سے عام ہے،

وعلیہ یستقیم قول الشامی،ظاھر کلام علمائنا ان مالایؤثر کراھۃ فی الصلٰوۃ لایکرہ ابقاؤہ وقد صرح فی الفتح وغیرہ بان الصورۃ الصغیرۃ لاتکرہ فی البیت[76] اھ والافعلۃ کراھۃ التحریم فی الصلٰوۃ ھوا لتشبہ الخاص وفی الابقاء ھو التعظیم وقد اعترف انہ اعم من التشبہ وانتفاء الاخص لایوجب الانتفاء الاعم۔ **اقول:** وظھر لماقررنا ان السؤال الذی ذکرہ المحقق لم یکن وارد امن اصلہ فان المنتفی عندالاستدبار ھوالتشبہ الخاص والتنحصر الکراھۃ فیہ **واقول:** ظھر ایضا ان الجواب الذی ابداہ لیس مما ابداہ بل ھو مفاد کلام المشائخ	اور اس پر علامہ شامی کا قول ٹھیک صادق آتا ہے کہ ہمارے علمائے کرام کاظاہر کلام یہ ہے کہ جو چیز نماز کے مکروہ ہونے میں مؤثر نہ ہو تو اس کا باقی رکھنا بھی مکروہ نہیں۔اور فتح القدیر وغیرہ میں یہ تصریح فرمائی کہ گھر میں چھوٹی تصویر ہو تو کراہت نہ ہوگی اھ ورنہ نماز میں کراہت تحریمی کی علت تشبّہ خاص ہے اور اس کے باقی رکھنے میں تعظیم ہے،علامہ موصوف نے اس بات کااعتراف کیاہے کہ تشبّہ سے تعظیم زیادہ عام ہے اور (قاعدہ یہ ہے کہ) خاص کاانتفاء عام کے انتفاء کاموجب نہیں۔ **اقول:** (میں کہتاہوں) جوکچھ ہم نے ثابت کیااس سے یہ واضح ہوگیاکہ جس سوال کو محقق نے ذکرفرمایا وہ بالکل وارد نہیں،اس لئے کہ وقت استدبار تشبّہ خاص منتفی اور زائل ہے،اور کراہۃ اس میں منحصر نہیں **و اقول:** (اور میں کہتاہوں) اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ موصوف نے جس جواب کوظاہر قرار دیا وہ ظاہر نہیں بلکہ وہ کلام مشائخ اور ان کی تعلیل امتناع ملائکہ

[75] حاشیہ سعدی چلپی علی العنایۃ کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث ۱/ ۳۶۳

[76] ردالمحتار کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۴۳۷

وتعلیلهم بامتناع الملئکة۔**واقول**:ظهر ایضا ان السؤال الذی اورد**المحقق الحلبی** علی مسألة السجود علی التصویر لم یکن من الوارد ایضا لانه ان انتفی فیه فالتشبه الخاص بل لانسلم انتفائه ایضا فان السجود علی التصویر یشبه عبادته قطعا کما نص علیه فی الکافی ولفظه السجود علیها یشبه عبادة الاوثان[77] والتبیین ونصه السجود علیها یشبه عبادتها فیکره[78] فانتفی ماذکر العلامة الشامی ان لاتشبه فیه اقول:وظهر ایضا ان الجواب الذی ابداه فی الحلیة وظن انهم لم یذکروه کلامهم محیط به کماعلمت ولله الحمد۔**اقول**:وبتحقیقنا هذا یحصل التوفیق فی مسألتین **الاولی** کراهة الصلاة حیث کانت الصورة خلف فمن اثبت وهم الاکثرون	سے حاصل ہے۔ **واقول**: (اور میں کہتا ہوں) اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ تصویر پر سجدہ کرنے کے مسئلہ پر محقق حلبی نے جو سوال اٹھایا وہ اصلاً وارد نہیں کیونکہ اس میں اگر انتفاء بھی ہو تو تشبّہ خاص کا انتفاء ہوگا بلکہ ہم اس کا انتفاء بھی تسلیم نہیں کرتے، کیونکہ تصویر پر سجدہ کرنا یقینا اس کی عبادت کے مشابہ ہے جیسا کہ "الکافی" میں اس کی تصریح پائی گئی چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں: کسی تصویر پر سجدہ کرنا عبادت صنم کے مشابہ ہے۔اور التبیین کی تصریح یہ ہے: تصویر پر سجدہ کرنا اس کی عبادت کے مشابہ ہے لہٰذا مکروہ ہے، لہٰذا علامہ کا یہ ذکر کرنا کہ اس میں کوئی تشبّہ نہیں، بلاشبہہ زائل ہوگیا۔اقول: (میں کہتا ہوں) اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ "الحلیہ" میں اس کے مصنف نے جس جواب کو ظاہر کیا ہے اور یہ گمان کیا کہ ائمہ کرام نے اسے ذکر نہیں فرمایا حالانکہ ان کا کلام اس جواب پر محیط ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں، اور اللہ تعالٰی کے لئے ہی تعریف و توصیف ہے۔**اقول**: (میں کہتا ہوں) ہماری اس تحقیق سے دو مسئلوں کے درمیان موافقت (اور مطابقت) پیدا ہوگئی۔ **پہلا مسئلہ** جہاں تصویر پس پشت ہو تو بھی نماز مکروہ ہے۔ جن حضرات نے اس کو

[77] الکافی شرح الوافی

[78] تبیین الحقائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۱۶۷

وجعله فی التنویر الاظهر ،اثبت کراهة التنزیه ومن نفی وهو الذی مشی علیه صدر الشریعة فی شرح الوقایة وجزم به فی متنه النقایة واعتمده فی الغایة کما فی التبیین والدرر والامام العتابی کما فی الفتح و تبعه ابن کمال باشافی الایضاح نفی کراهة التحریم۔ **والثانیة** الصلٰوة علی سجادة فیها تصاویر اذا لم یسجد علیها نفی الامام محمد الکراهة فی الجامع الصغیر ،واثبتها فی الاصل والکل صحیح بالتوزیع ای یکره تنزیها لاتحریما والوجه فیهما وجود التشبه العام دون الخاص وذٰلك ظاهر فی الاولی ،اما الثانیة فلان وضع التصویر فی المصلی تعظیم له کما سمعت وکل تعظیم له تشبه بعبادته کما علمت وکل صلٰوة کان معها التلبس بھٰذا التشبه کرهت و لاینافیها وجود الاستهانة بوجه اٰخر کما قدمنا فانتفی ماذکر ھٰهنا فی الحلیة حیث قال ،قلت یلزم	ثابت کیا ہے وہ اکثریت رکھتے ہیں اور "التنویر" میں اس کو زیادہ ظاہر قرار دیا تو کراہت تنزیہی کا اثبات فرمایا اور جن لوگوں نے اس کی نفی فرمائی، چنانچہ شرح وقایہ میں صدر الشریعہ نے یہی روش اختیار فرمائی اور متن "النقایہ" میں اس پر اظہار یقین کیا اور "الغایہ" میں اسی پر اعتماد کیا جیسا کہ تبیین اور درر اور امام عتابی سے منقول ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے، اور الایضاح میں ابن کمال پاشا نے بھی اس کا ساتھ دیا تو کراہت تحریمی کی نفی کی۔ **دوسرا مسئلہ**: ایسی جانماز پر نماز پڑھنا کہ جس میں تصویریں ہوں جبکہ ان پر سجدہ نہ کرے تو اس صورت میں حضرت امام محمد نے جامع صغیر میں کراہت کی نفی فرمائی۔ لیکن کتاب الاصل میں کراہت کو ثابت کیا ہے، اور یہ سب کچھ بلحاظ توزیع (تقسیم) صحیح ہے یعنی مکروہ تنزیہی اور تحریمی پر، اور دونوں میں "وجہ" تشبّہ عام کا پایا جانا ہے نہ کہ تشبہ خاص، اور پہلی صورت میں ظاہر ہے لیکن دوسری صورت، اس لئے کہ جانماز میں تصویر رکھنا بلاشبہہ اس کی تعظیم ہے جیسا کہ آپ سن چکے، اور تعظیم میں اس کی عبادت سے تشبّہ ہے جیسا کہ تمہیں معلوم ہے، اور ہر نماز کہ جس میں اس "تشبّہ" سے تلبس ہو تو وہ مکروہ ہے اور کسی اور وجہ سے اس میں توہین کا پایا جانا اس کے منافی (اور متصادم) نہیں، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کردیا ہے، لہذا یہاں جو کچھ حلیہ میں ذکر کیا گیا وہ زائل اور ختم ہوگیا،

علی ھذا ان یکون مافی الاصل موضوعا فی المصلی لاغیر ومافی الجامع فیما عداہ وفیہ مالایخفی[79] اھ۔ **اقول:** بل کلاھما فی المصلی ولابعد فیہ التطبیق ما ذکرنا قال رحمہ اللہ تعالٰی والاحسن ان یقال ظاھر الکتابین التعارض فیما عداموضع السجود فاما ان یکون مافی الجامع من القید المذکور قیدا اتفاقیا و اما ان یکون ما فی الاصل مقیدا بما فی الجامع[80] اھو یزید۔ان التوفیق اما بارجاع مافی الجامع الی مافی الاصل من اطلاق الکراھۃ سواء کانت فی محل السجود اوغیرہ والتقیید بکونھا فیہ وقع وفاقا او بارجاع مافی الاصل الی مافی الجامع بحمل المطلق علی المقید۔

چنانچہ مصنف حلیہ نے فرمایا میں کہتاہوں اس طور پرلازم آتاہے کہ جوکچھ اصل میں مذکور ہے وہ اس تصویر کے بارے میں ہو جوصرف جانماز میں رکھی ہوئی ہو،اورجوکچھ جامع صغیر میں مذکور ہے وہ اس کے علاوہ میں ہے اور اس میں جو کمزوری ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں اھ۔**اقول:** (میں کہتا ہوں) بلکہ یہ دونوں جانماز کے متعلق ہیں،اور اس میں کوئی بعد نہیں بلکہ اس میں وہ طریقہ تطبیق ہے جو ہم نے ذکر فرمایا مصنف حلیہ رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا زیادہ اچھی بات یہ ہے کہ کہاجائے کہ بظاہر دونوں کتابوں میں محل سجود کے علاوہ تعارض ہے(اور دونوں میں مطابقت کی صورت یہ ہے کہ) یایہ ہوکہ جامع صغیر میں جو قید مذکور ہے اس کو قید اتفاقی تسلیم کیاجائے یاجوکچھ اصل میں ہے وہ جامع صغیر کی عبارت سے مقید ہے اھ اور مزید موافقت کی صورت یہ ہے کہ جوکچھ جامع صغیر میں مذکور ہے اسے اصل کی طرف راجع کیاجائے یعنی کراہت سے مطلق کراہت مراد ہو خواہ تصویر محل سجدہ میں ہو یا محل سجدہ میں نہ ہو،اور جامع صغیر میں جو تقیید واقع ہوئی وہ قید اتفاقی تسلیم کی جائے یاجوکچھ اصل میں مذکور ہے وہ جامع صغیر کی طرف بایں طریقہ راجع ہے کہ یہاں مطلق مقید پر محمول ہے۔

---

[79] التعلیق المجلی لمافی منیۃ المصلی علی ہامش منیۃ المصلی بحوالہ الحلیہ مکروہات الصلوٰۃ مکتبہ قادریہ لاہور ص ۳۶۵

[80] التعلیق المجلی لمافی منیۃ المصلی علی ہامش منیۃ المصلی بحوالہ الحلیہ مکروہات الصلوٰۃ مکتبہ قادریہ لاہور ص ۳۶۵

اقول:وکانه عند هذا التحریر لم یتیسر له مراجعة الجامع الصغیر فان عبارته لاتحتمل ماذکر من الغاء القید وانما کان مساغه لوکان منطوقه کراهة الصلٰوة مقیدا بکون الصورة فی محل السجود فکان یفید عدم الکراهة فی غیره بطریق المفهوم فقال ان القید اتفاقی ولیس کذٰلك بل اصل منطوقه ماینافی الاصل اعنی عدم الکراهة فاین المساغ لما ذکر وهذا نص الجامع.لاباس ان یصلی علی بساط فیه تصاویر ولایسجد علی التصاویر[81] اھ قال رحمه الله تعالٰی وهذا اولی(ای الثانی)لانه لایظهر وجه القول بکراهة الصلٰوة علی بساط کبیر فیه صورة تحت قدم المصلی وهو لازم الاول بخلاف الثانی[82] اھ۔**اقول**: قد افدناك	**اقول**: (میں کہتا ہوں) یہ تحریر کرتے وقت محقق موصوف کو جامع صغیر کی طرف مراجعت کی توفیق حاصل نہیں ہوئی اس لئے اس کی عبارت قید مذکور کو لغو قرار دینے کا احتمال نہیں رکھتی،اور اس کے جواز کی صورت تب ہوسکتی کہ اس کا منطوق (عبارت ملفوظ) یہ ہوتا کہ نماز مکروہ ہوگی جبکہ تصویر محل سجدہ میں ہو۔پھر اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا کہ اگر محل سجدہ میں تصویر نہ ہو تو کراہت نہ ہوگی۔اور یہ فائدہ بلحاظ مفہوم حاصل ہوتا،اور کہا کہ قید اتفاقی ہے،حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ اس کا اصل منطوق کتاب الاصل کے منافی ہے۔میری مراد یہ ہے کہ وہ عدم کراہت ہے تو جو کچھ علامہ موصوف نے ذکر کیا اس کا جواز کہاں ہے،(دیکھئے) جامع صغیر کی یہ تصریح ہے،کوئی حرج نہیں اگر ایسے فرش پر نماز پڑھے کہ جس پر تصویریں ہوں جبکہ ان تصویروں پر سجدہ نہ کرے اھ، موصوف نے فرمایا (اللہ تعالٰی ان پر رحم فرمائے) یہ اولٰی ہے (یعنی دوسری) وجہ کیونکہ اس قول کی وجہ ظاہر نہیں کہ بڑے فرش پر نماز مکروہ ہے کہ جس میں تصویر نمازی کے زیر قدم ہو،اور یہ اول کو لازم ہے بخلاف ثانی اھ۔ **اقول**: (میں کہتا ہوں) بیشک ہم نے تمہیں

[81] الجامع الصغیر کتاب الصلٰوۃ باب فی الامام این یستحب ان یقوم الخ مطبع یوسفی لکھنؤ ص ۱۱

[82] التعلیق المجلی لمافی منیة المصلی علی هامش منیة المصلی بحواله الحلیه مکروهات الصلٰوة مکتبہ قادریہ لاہور ص ۳۶۵

الوجه فتشکر، ثم لا وجه یظهر لتقییدہ بالکبیر بعد فرض الصورۃ تحت القدم واللہ تعالٰی اعلم وتبعه البحر فی ھذا البحث کله غیر انه قال اطلق الکراھة فی الاصل فیما اذا کان علی البساط المصلی علیه صورۃ لان الذی یصلی علیه معظم فوضع الصورۃ فیه تعظیم لها بخلاف البساط الذی لیس بمصلی[83] اھ فحمل البساط علی السجادۃ کما حملنا ثم تبع الحلیة فقال، وتقدم عن الجامع الصغیر التقیید بموضع السجود فینبغی ان یحمل اطلاق الاصل علیه وانها اذا کانت تحت قدمیه لایکرہ اتفاقا[84] اھ **اقول:** قوله وانها معطوف علی قوله ان یحمل، داخل تحت ینبغی فھو بحث منه بناءً علی ماحمل علیه کلام الاصل وقد علمت مافیه بل تکرہ فی المصلی مطلقا

اس وجہ کا فائدہ بخشا للذا شکریہ ادا کیجئے، پھر لفظ "بساط" کو لفظ "کبیر" سے موصوف اور مقید کرنے کی کوئی ظاہر وجہ موجود نہیں جبکہ یہ فرض کرلیا کہ تصویر (نمازی کے) زیر قدم ہے واللہ تعالٰی اعلم۔ بحر رائق نے اس پوری بحث میں اس کی متابعت کی ہے مگر یہ کہ فرمایا اصل میں کراہت کو مطلق رکھا اس حالت میں جبکہ بچھی ہوئی جانماز پر تصویر ہو کیونکہ جس فرش پر نماز پڑھی جائے وہ قابل تعظیم ہے، پھر اس میں کسی کا رکھنا اس تصویر کی بلاشبہہ تعظیم ہے لیکن وہ فرش ہو جانماز نہ ہو اھ (یہاں) موصوف نے فرش کو جانماز پر حمل کیا ہے جیسا کہ ہم نے حمل کیا ہے، پھر حلیہ کے اتباع میں فرمایا کہ جامع صغیر کا حوالہ پہلے آچکا کہ اس نے اسے محل سجدہ سے مقید کیا ہے۔ للذا مناسب یہ ہے کہ اصل کے اطلاق کو اس پر حمل کیا جائے، او رجب تصویر دونوں پاؤں کے نیچے ہو تو باتفاق کراہت نہیں اھ۔ **اقول:** (میں کہتا ہوں) اس کا یہ کہنا کہ "وانھا" اس کے قول "ان یحمل" پر معطوف ہے اور "ینبغی" کے ذیل میں داخل ہے اور یہ اس کی بحث ہے اس بناء پر کہ جس پر اس نے کلام اصل کو حمل کیا ہے اور تمہیں معلوم ہے جو کچھ اس میں

[83] بحر الرائق کتاب الصلٰوۃ باب یفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیها ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۸

[84] بحر الرائق کتاب الصلٰوۃ باب یفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیها ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۸

وان کانت تحت القدم و مافی الدر وغیرہ لایکرہ و لو کانت تحت قدمیه اومحل جلوسه لانها مهانة[85] مخصوص بغیر السجادة بدلیل الدلیل وقد نقلوا قاطبة عن الاصل الاطلاق المرسل فی المصلی وما عللوہ به شامل لکل صورة کمالایخفی نعم فی بساط غیرہ لایکرہ اذاصلی علیه ولم یسجد علیها وان لم تکن تحت قدمیه بل ولوکانت امامه لوجودالاهانة مطلقامع عدم التعظیم لوجه قال فی الحلیة نقلا من شرح الجامع الصغیر لفخر الاسلام لایکرہ ان یصلی دون وسادة علیها تصاویر[86] اھ **اقول**:ھو نص نفس الجامع الصغیر ثم المراد بالوسادة الصغیرة دون کبیرة تورث الصورة انتصابا کما	کمزوری ہے،بلکہ جانماز میں تصویر کا ہونا علی الاطلاق مکروہ ہے اگرچہ تصویر زیر قدم ہو،اور جوکچھ دُرو غیرہ میں ہے کہ یہ مکروہ نہیں اگرچہ تصویر دونوں قدموں کے نیچے ہو یا اس کے بیٹھنے کی جگہ میں ہو اس لئے کہ وہ بحالت توہین وتذلیل ہے اور یہ بغیر جانماز مخصوص ہے دلیل وہی دلیل ہے حالانکہ سب نے بالاتفاق کتاب الاصل سے "اطلاق مرسل" نقل کیا ہے،اور انہوں نے جو اس کی تعلیل ذکر فرمائی وہ ہر تصویر کو شامل ہے جیساکہ یہ پوشیدہ نہیں،ہاں کسی دوسرے تصویر والے بچھونے پر نماز پڑھے اور تصویر پر سجدہ نہ کرے تو کراہت نہ ہوگی اگرچہ تصویر اس کے قدموں کے نیچے نہ ہو،بلکہ اگرچہ تصویر اس کے آگے ہی ہو اس لئے کہ اس حالت میں مطلقًا توہین پائی گئی باوجودیکہ تعظیم کسی وجہ سے بھی نہیں۔الحلیہ میں شرح جامع صغیر سے نقل کرتے ہوئے فرمایا جانماز کے علاوہ کسی اور فرش پر کہ جس میں تصویریں ہوں نماز پڑھے تو کراہت نہیں اھ۔**اقول**:(میں کہتاہوں) یہ خود جامع صغیر کی تصریح ہے وسادہ یعنی جانماز سے چھوٹی جانماز مراد ہے نہ بڑی کہ جس سے تصویر کا قیام پیدا ہوتا ہے،جیساکہ

[85] درمختار کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۲

[86] التعلیق المجلی لمافی منیۃ المصلی علی ہامش منیۃ المصلی مکروہات الصلٰوۃ مکتبہ قادریہ لاہور ص ۳۶۳

تقدم، ثم لایخفی علیك ان التوفیق الذی ذکرہ الفقیر اولی مما اختارہ ھذا المحقق لان فیه اھمال احدھما فی بعض متناولاته وفیما ذکرت اعمال کلیھما فی کله فانظر الی کثرۃ الفوائد فی کلام المشائخ رحمھم اللہ تعالٰی وھکذا کلامھم اذا امعن فیه النظر وساعد التوفیق فی اللطیف الخبیر عزجلاله وللہ الحمد۔	پہلے گزر چکا، اور تم پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ جو موافقت فقیر (امام احمد رضا) نے پیش کی وہ اس سے بہتر ہے جو اس محقق نے اختیار کی کیونکہ اس میں دو میں سے ایک کے بعض مشمولات کو نظر انداز کر دینا ہے، اور جو کچھ میں نے اس باب میں ذکر کیا اس میں یہ فوقیت و خوبی ہے کہ سب میں دونوں کو عمل دینا ہے۔ لہٰذا مشائخ رحمہم اللہ تعالٰی کے کلام میں کثیر فوائد کو ملاحظہ فرمائیے، اور ان کا کلام ایسا ہی ہوتا ہے جبکہ اس پر گہری نظر ڈالی جائے اور توفیق دینے میں پروردگار لطیف و خبیر ہے کہ جس کا جلال غالب اور زبردست ہے، اور اللہ تعالٰی کے لئے ہر تعریف و توصیف ہے۔ (ت)

ثم اقول: وبه استعین (پھر میں کہتا ہوں اسی سے طلب مدد کرتے ہوئے۔ت) تنقیح علت اگرچہ بفضلہ تعالٰی بروجہ احسن ہوئی مگر ابھی ایک اور تنقیح عظیم باقی ہے جبکہ علت کراہت تشبّہ عبادت ہے خاص ہو یا عام، تو ضرور ہے کہ وہ تصویر جنس مایعبدہ المشرکون (تصویر اس جنس سے ہو کہ جس کی مشرکین عبادت کرتے ہیں۔ت) سے ہو کہ جسے مشرکین پوجتے ہی نہیں وہ بت کے حکم میں نہیں کہ اس کے بروجہ تعظیم رکھنے یا اس کی طرف نماز پڑھنے میں معاذاللہ عبادت بت سے تشبہ ہو، ولہٰذا جابجا کراہت کو عبادت اور اس کے عدم کو عدم سے تعلیل فرماتے ہیں کہ یہ مشرک اس کی عبادت نہیں کرتے، لہٰذا کراہت نہیں، مثلاً:

(ا) اتنی چھوٹی تصویر کہ زمین پر رکھ کر دیکھو تو اعضا کی تفصیل نہ معلوم ہو مورث کراہت نہیں کہ اتنی چھوٹی کی عبادت مشرکین کی عادت نہیں۔ ہدایہ وکافی و تبیین میں ہے:

لوکانت الصورۃ صغیرۃ بحیث لاتبدو للناظر لایکرہ لان الصغار جدا لاتعبد[87]۔	اگر تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے کیلئے واضح نہ ہو تو مکروہ نہیں اس لئے کہ اتنی چھوٹی تصویروں کی پرستش نہیں ہوتی۔ (ت)

[87] الھدایۃ کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیھا المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/۱۲۲

فتح القدیر میں ہے:

فلیس لہا حکم الوثن فلاتکرہ فی البیت[88]۔	لہٰذا ایسی تصویر کے لئے حکم صنم نہیں لہٰذا اس کا گھر میں رکھنا مکروہ نہیں۔ (ت)

اور اس بارے میں امیر المومنین فاروق اعظم وحضرت عبداللہ بن مسعود وحذیفہ بن الیمان ونعمٰن بن مقرن وعبداللہ بن عباس وابوہریرہ وابو موسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہم صحابہ اور سیدنا دانیال علیہ الصلٰوۃ والسلام سے آثار مروی ومذکور ہیں کما بیّنہا فی الحلیۃ (جیسا کہ انہیں حلیہ میں بیان فرمایا۔ت)

(۲) سر بریدہ یا چہرہ محو کردہ کہ اس کی بھی عبادت نہیں ہوتی، اور بھنویں اور آنکھیں مٹادینا کافی نہیں، نہ چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینا نفی کراہت کرے۔ تبیین وبحر میں ہے:

مقطوعۃ الراس لاتکرہ لانہا لاتعبد بدون الراس عادۃ ولااعتبار بازالۃ الحاجبین اوالعینین لانہا تعبد بدونہما[89]۔	سر بریدہ تصویر رکھنا مکروہ نہیں اس لئے کہ بغیر سر عادتاً اس کی عبادت نہیں کی جاتی لیکن دونوں ابرو اور دونوں آنکھیں مٹادینے کا کچھ اعتبار نہیں، اس لئے کہ ان کے بغیر بھی اس کی عبادت کی جاتی ہے۔ (ت)

ہدایہ میں فرمایا:

محوالراس لیس بتمثال لانہ لایعبد بدون الراس[90]	اگر سر محو کردیا جائے یعنی مٹادیا جائے تو وہ تصویر اور مورتی نہ رہے گی کیونکہ بغیر سر اس کی عبادت نہیں کی جاتی (ت)

عنایہ میں ہے:

انہ لایعبد بلاراس فکان کالجمادات[91]۔	اگر سر نہ ہو تو اس کی عبادت نہ ہوگی کیونکہ وہ محض بے جان چیزوں کی طرح ہے۔ (ت)

[88] فتح القدیر کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۳

[89] تبیین الحقائق کتاب الصلٰوۃ ۱/ ۶۶ و بحر الرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ۱/ ۲۸

[90] الہدایہ کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ الخ المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۲۲

[91] العنایۃ شرح الہدایۃ علی ہامش فتح القدیر باب مایفسد الصلٰوۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۳

خلاصہ وفتح وحلیہ وبحر میں ہے:

واللفظ له لااعتبار بقطع اليدين او الرجلين[92] اھ وكذا هو فی الخلاصة ثمّ الحلية بحرف الترديد ولفظ المحقق لوقطع يديها ورجليها لاترفع الكراهة[93] اھ اعنی بحرف الجمع وهو المراد۔	بحر الرائق کے الفاظ یہ ہیں: اگر دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہوں تو ان کا کچھ اعتبار نہیں اھ اور اسی طرح خلاصہ اور پھر حلیہ میں حرف تردید (لفظ او) کے ساتھ ہے اور محقق کے الفاظ یہ ہیں: اگر دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ ڈالے تو کراہت ختم نہ ہوگی اھ میری مراد یہ ہے کہ (یہاں پر عبارت حرف جمع (یعنی لفظ واؤ کے ساتھ) ہے اور یہی مراد ہے۔ (ت)

غنیہ میں دونوں مسئلہ صغیرہ ومقطوعۃ الراس کی تعلیل میں لکھا:

لانها لاتعبد فانتفی التشبه الذی هو سبب الكراهة[94]۔	اس لئے کہ (تصویر صغیر اور مقطوع الراس) کی عبادت نہیں کی جاتی، للذا وہ شبہہ زائل ہوگیا جو کراہۃ کا سبب ہے۔ (ت)

(۳) شمع یاچراغ یاقندیل یالیمپ یالالٹین یافانوس نماز میں سامنے ہو تو کراہت نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی اور بھڑکتی آگ اور دہکتے انگاروں کا تنور یا بھٹی یاچولہا یاانگیٹھی سامنے ہوں تومکروہ کہ مجوس ان کو پوجتے ہیں، عنایہ میں بعد عبارت مذکورہ آنفا ہے:

فصار كالصلٰوة الٰى شمع اوسراج فی انهما لایعبدان و یکره لوکان بین یدیه کانون فیه جمر اونار موقدة[95]۔	پھر وہ شمع یاچراغ کی طرح ہے کہ ان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے کیونکہ ان کی عبادت نہیں کی جاتی (للذا کراہت نہیں) لیکن نماز مکروہ ہے جبکہ نمازی کے سامنے ایسا چولہا رکھا ہو کہ جس میں بھڑکتی ہوئی آگ کے انگارے ہوں۔ (ت)

[92] بحر الرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ /۲۸

[93] فتح القدیر کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱ /۳۶۳

[94] غنیہ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل کراھیۃ الصلٰوۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص۳۵۹

[95] العنایۃ شرح الھدایۃ علی ہامش فتح القدیر باب مایفسد الصلٰوۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱ /۳۶۳

فتح زیر مسئلہ شمع ہے:

لانھم لایعبدونہ بل الضرام جمرا اونارا[96]۔	اس لئے کہ مشرکین اس کی عبادت نہیں کرتے بلکہ بھڑکتے انگارے یاآگ کی۔(ت)

تبیین الحقائق وبحرالرائق میں ہے:

قال رحمہ اللہ تعالٰی او شمع اوسراج لانھما لایعبدان والکراھۃ باعتبارھا وانما یعبدھا المجوس اذاکانت فی الکانون وفیھا الجمر اوفی التنور فلایکرہ التوجہ الیھا علی غیرذٰلك الوجہ[97] اھ **اقول:** البحر تبع التبیین فی قولہ والکراھۃ باعتبارھا فرجع الی الصواب۔	دونوں نے فرمایا (اللہ تعالٰی ان پر رحم فرمائے) شمع یاچراغ کی طرف (بحالت نماز منہ کرنا مکروہ نہیں اس لئے کہ ان دونوں کی عبادت نہیں کی جاتی، اور کراہت عبادت کی وجہ سے ہوا کرتی ہے، اورآتش پرست آگ کی عبادت کرتے ہیں جبکہ چولھے اور تنور میں آگ کے انگارے ہوں۔ لہٰذا اس کی طرف رخ کرنا بغیر اس وجہ کے ہو تومکروہ نہیں اھ **اقول:** (میں کہتا ہوں) مصنف بحرائق نے تبیین کے اس قول "کراہت بلحاظ عبادت ہوتی ہے" میں اس کا اتباع کیا لہٰذا وہ راہ صواب کی طرف لوٹ گیا۔(ت)

کافی میں ہے:

ان قطع الراس فلاباس بہ لانہ لایعبد بلا راس ولھذا لوصلی الی تنور اوکانون فیہ نارکرہ لانہ یشبہ عبادتھا والی قندیل اوشمع اوسراج لا، لعدم التشبہ[98]۔	اگر تصویر کاسر کاٹ دیاجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ بغیر سر تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی۔ لہٰذا اگر ایسے چولہے یاتنور کی طرف نماز پڑھے کہ جس میں آگ ہو تو مکروہ ہے کیونکہ اس کی عبادت کے مشابہ ہے، اور اگر قندیل یاشمع یاچراغ کی طرف (منہ کرکے نماز پڑھے) توکراہۃ نہیں، اس لئے کہ اس میں کوئی تشبہ عبادت نہیں۔(ت)

---

[96] فتح القدیر کتاب الصلٰوۃ فصل ویکرہ للمصلی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۴

[97] تبیین الحقائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ الخ المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۱۶۷، بحرالرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۳۲

[98] الکافی شرح الوافی

محیط امام شمس الائمہ سرخسی پھر ہندیہ میں ہے:

من توجه فی صلٰوته الٰی تنور فیه نار نتوقد اوکانون فیه ناریکرہ ولو توجه الی قندیل اوالی سراج لم یکرہ[99]۔	جو شخص اپنی نماز میں ایسے تنور یا چولہے کی طرف منہ کرے کہ جس میں آگ بھڑک رہی ہو تو کراہۃ ہوگی، لیکن اگر قندیل یا چراغ کی طرف منہ کرے تو کراہت نہ ہوگی۔(ت)

فتاوٰی امام اجل قاضی خاں میں ہے:

یکرہ ان یصلی وبین یدیه تنوراوکانون فیه نار موقدۃ لانه یشبه عبادۃ النار وان کان بین یدیه سراج اوقندیل لایکرہ لان لایشبه عبادۃ النار[100]۔	یہ مکروہ کہ آدمی (اس حالت میں نماز پڑھے) کہ اس کے آگے ایسا تنور یا چولہا ہو کہ جس میں آگ بھڑک رہی ہو، اس لئے کہ یہ صورت عبادت آگ کے مشابہ ہے اور اگر اس کے سامنے چراغ یا قندیل ہو تو مکروہ نہیں کیونکہ یہ عبادت آگ کے مشابہ نہیں۔(ت)

اسی طرح اس سے لایکرہ تک خزانۃ المفتین میں ہے:

اقول: هذہ نصوص الائمة الاجلة فسقط مافی القنیة ان المجوس یعبدون الجمر لاالنار الموقدۃ[101] اھ وان تبعه فی الدر و التمرتاشی ثم[102] السید ابوالسعود الازهری ثم السید الطحطاوی فی حاشیة المراقی وایضا الدرر ولفظه لان المجوس لا یعبدون اللهب بل الجمر[103] اھ ومثله فی مجمع الانهر واشار	**اقول:** (میں کہتا ہوں) یہ جلیل القدر ائمہ کی تصریحات ہیں۔ لہٰذا قنیہ میں جو ہے وہ ساقط ہوگیا کیونکہ آتش پرست آگ کے انگاروں کی عبادت کرتے ہیں نہ کہ آگ کے شعلوں کی اھ مصنف درمختار، امام تمرتاشی، سید ابومسعود ازہری، سید طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح اور مصنف الدرر ان سب بزرگوں نے اس کا اتباع کیا ہے، اور اس کے الفاظ یہ ہیں: مجوس آگ کے

[99] فتاوٰی ہندیۃ بحوالہ محیط السرخسی کتاب الصلوٰۃ الباب السابع الفصل الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۱۰۸

[100] فتاوٰی قاضی خان کتاب الصلوٰۃ باب الحدث فی الصلوٰۃ ومایکرہ فی الصلوٰۃ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۵۷

[101] القنیۃ المنیۃ کتاب الکراھیۃ باب الکراھۃ فی الوضو وکیفیات الصلوٰۃ مطبوعہ کلکتہ ص۱۴۹

[102] الدرالمختار کتاب الکراھیۃ باب مایفسد الصلوٰۃ وکیفیات الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۳، فتح المعین بحوالہ تمرتاشی کتاب الکراھیۃ باب مایفسد الصلوٰۃ وکیفیات الصلوٰۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۲۴۶

[103] الدررالحکام شرح غررالاحکام باب مایفسد الصلوٰۃ وکیفیات الصلوٰۃ میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۱۰

الیہ الشرنبلالی فی مراقیہ ثم الزاھدی نفسہ اظھر ضعفہ اذ قال بعدہ حتی قیل لاتکرہ الی النار الموقدۃ[104] اھ۔**اقول**:ان کان صحیحا انھم لایعبدونھا فما معنی تعبیرھذا القیل بقیل الا ان یقال ان الموقدۃ فلما تخلو عن جمر وفیہ نظر بل لاتشمل علیہ الاقرب الانتہاء ثم ربما تکون الموقدۃ من حشیش ونحوہ ولاجمر ثمہ واللہ تعالٰی اعلم۔	شعلوں کی عبادت نہیں کرتے بلکہ آگ کے انگاروں کی عبادت کیا کرتے ہیں اھ اور اسی طرح مجمع الانہر میں ہے،اور علامہ شرنبلالی نے مراقی الفلاح میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، پھر خود علامہ زاہدی نے اس کے ضعف کی طرف لفظ قیل کے ساتھ اس کی تعبیر فرمائی، چنانچہ اس کے بعد اس نے کہا یہاں تک کہ یہ کہا گیا ہے کہ شعلہ زن آگ کی طرف (نماز میں منہ کرنا)مکروہ نہیں اھ۔**اقول**:(میں کہتا ہوں) اگر یہ بات صحیح ہے کہ آتش پرست نری آگ کی عبادت نہیں کرتے تو اس کی تعبیر لفظ قیل کے ساتھ کرنے کا کیا مطلب ہے، مگر یہ کہ کہا جائے کہ شعلہ زن آگ بہت کم انگاروں سے خالی ہوتی ہے، لیکن یہ موجب اشکال ہے۔بلکہ انگاروں پر صرف آخر میں مشتمل ہوتی ہے(اور یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ)بسا اوقات آگ، گھاس اور اس جیسی چیزوں سے جس میں بالکل (برائے نام بھی)انگارے نہیں ہوتے۔واللہ تعالٰی اعلم

(۴) مصحف شریف

(۵) تلوار وغیرہ ہتھیار کا سامنے ہونا مکروہ نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی۔

کما فی الکتب الثلثۃ وعامۃ الکتب ولفظ الامام الزیلعی.انھما لایعبدان و باعتبارھا تثبت الکراھۃ و فی استقبال المصحف تعظیمہ وقدامرنا بہ[105]۔	جیسا کہ تین کتابوں اور عام کتابوں میں مذکور ہے اور امام زیلعی کے الفاظ یہ ہیں ان دونوں کی (مصحف شریف اور تلوار کی) عبادت نہیں کی جاتی۔اور کراہت باعتبار عبادت ثابت ہوتی ہے اور مصحف شریف کی طرف منہ کرنا،اس میں اس کی تعظیم،اور ہمیں اس کی تعظیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔(ت)

[104] القنیۃ المنیۃ کتاب الکراھیۃ باب الکراھیۃ فی الوضوء الخ مطبوعہ کلکتہ انڈیا ص۱۴۹

[105] تبیین الحقائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ الخ المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/۱۶۷

اقول: (میں کہتاہوں) یہ وہی فرق نفیس ہے کہ صدر کلام میں فقیر نے گزارش کیا،

ولفظ البحر اما المصحف فلان فی تقدیمه تعظیمه وتعظیمه عبادة والاستخفاف به کفر فانضمت هذه العبادة الی عبادة اخری فلا کراهة[106] اهفاحفظه فانه ینفعک۔	بحر الرائق کے الفاظ یہ ہیں رہا مصحف تو اس کی تقدیم میں اس کی تعظیم ہے اور اس کی تعظیم بلاشبہ عبادت ہے اور اس کا استخفاف کفر ہے۔ پھر یہ عبادت ایک دوسری سے پیوستہ ہوگئی لہٰذا بالکل کراہت نہ رہی اھ پھر اس کو یاد رکھئے بلاشبہ یہ آپ کو فائدہ دے گا۔ (ت)

(٦) تصویر صغیر پر قیاس فرماکر مستور سے بھی نفی کراہت کی، کہ ظاہر نہ ہونے میں اس کے مثل ہے جیسے جیب یا بٹوے میں روپیہ یا بعض ترکی ٹوپیوں میں کہ نصارٰی کی بنائی ہوتی ہیں اندر کی جانب تصویر ہوتی ہے ان صورتوں میں نماز مکروہ نہیں مگر نا جائز تصویریں حفاظت سے رکھ چھوڑنا خود ہی منع ہے اگرچہ صندوق میں بند رکھے اور نہ کھولے اگرچہ وہاں نماز مکروہ نہ ہوگی۔ محیط وخلاصہ وحلیہ وبحر میں ہے:

رجل فی یدہ تصاویر وھو یؤم الناس لاتکرہ امامته لانها مستور بالثیاب فصار کصورة فی نقش خاتم و ھو غیر مستبین[107] اھ ولفظ الخلاصة اذا کانت فی یدہ (وفی نسخة علی یدیه) وھو یصلی لاباس به لانه مستور بثیابه وکذا لوکانت علی خاتمه[108] اھ عزافی	کسی شخص کے بازو میں تصویریں ہیں اور لوگوں کی امامت کراتا ہے تو اس کی امامت مکروہ نہ ہوگی اس لئے کہ یہ تصویریں کپڑوں سے چھپی ہوئی ہیں اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے انگوٹھی کے نقش میں تصویر ہو جبکہ وہ واضح نہ ہو اھ خلاصہ کے الفاظ یہ ہیں: اگر کسی کے بازو میں، اور ایک نسخہ میں ہے اس کے دونوں بازوؤں میں تصویر ہو اور وہ اس حالت میں نماز پڑھے تو کچھ حرج نہیں کیونکہ وہ کپڑوں سے ڈھانپی ہوئی ہیں۔ اور اسی طرح اگر انگوٹھی پر تصویر ہو اھ

[106] بحر الرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ /۳۱

[107] بحر الرائق بحوالہ المحیط کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ /۲۷

[108] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الصلٰوۃ الجنس فیمایکرہ فی الصلٰوۃ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱ /۵۸

الحلیة العبارة الاولی للمحیط والخلاصة معاوفرق فی البحر فاحسن وقال تحت قول المحیط وھو یفید ان المستبین فی الخاتم تکرہ الصلٰوۃ معه[109] اھ۔**اقول:** العادة ان الخاتم لایکون علیھا الاغیرمستبین بل لعل الخاتم لایحتمل الا ایاہ فقول المحیط وھو غیرمستبین لبیان العلة الجامعة بین نقش الخاتم والمستور، قال البحرویفیدانه لایکرہ ان یصلی و معه صرة اوکیس فیه دنانیر اودراھم فیھا صور صغار لاستتارھا[110] اھ واعترض فی النھر بان عدم الکراھة فی الصغار غنی عن التعلیل بالاستتاربل مقتضاہ ثبوتھا اذا کانت منکشفة وسیأتی انھا لاتکرہ الصلٰوۃ لکن یکرہ کراھة تنزیه جعل الصورة فی البیت لخبر ان الملٰئکة لاتدخل بیتا	چنانچہ حلیہ میں پہلی عبارت کی محیط اورخلاصہ کی طرف نسبت کی،اور بحر رائق میں بہت اچھے انداز سے فرق کیا ہے، اور محیط کے قول کے ذیل میں فرمایااوراس سے یہ فائدہ برآمد ہواکہ اگرانگوٹھی میں نقوش واضح ہوں تو اس کے ساتھ نمازپڑھنا مکروہ ہے اھ۔**اقول:** (میں کہتاہوں) عادت کے مطابق انگوٹھی پر نقوش واضح نہیں ہوتے بلکہ شاید انگوٹھی غیر واضح نقوش کے علاوہ کوئی اور دوسرا احتمال ہی نہیں رکھتی، لہٰذا محیط کا یہ کہنا کہ انگوٹھی کے غیر واضح نقوش ہوا کرتے ہیں، ایسی علت کے بیان کے لئے ہے جو انگوٹھی کے نقش مستور کے لئے جامع ہے۔صاحب بحر رائق نے فرمایا:اس سے یہ فائدہ حاصل ہواکہ اگر تھیلی یابٹوہ میں درھم،دینار رکھے ہوں اور ان کے ساتھ نمازپڑھے جبکہ ان میں چھوٹی چھوٹی تصویریں ہوں تو کراہۃ نہ ہوگی اس لئے کہ وہ مستور ہیں اھ النہرالفائق میں اس پر اعتراض کیاکہ چھوٹی تصویروں میں بوجہ صغر عدم کراہت کے لئے کافی ہے لہٰذا تعلیل بالاستتار کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا مقتضٰی ثبوت کراہت ہے جبکہ وہ کھلی ہوں۔ابھی آئے گا کہ نمازمکروہ نہ ہوگی، لیکن گھرمیں تصویررکھنا مکروہ تنزیہی ہے اس حدیث کی بناء پر کہ "اس گھرمیں فرشتے نہیں جاتے جس میں

[109] بحرالرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیھا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ /۲۷

[110] بحرالرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیھا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ /۲۷

فیه کلب اوصورة اھ نقله فی المنحة [111] مقرا علیه **اقول**:وھو کماقال وکانّ زیادة الصغار وقع وفاقا فان المعھود فی الدراھم والدنانیر ھی الصغار لکن فی قوله لکن ماقد علمت ان الصغار لاتکرہ فی البیت ایضا کما مرتصریحه عن الفتح،وقد تظافروا علی نقل اٰثارفیھاعن الصحابة رضی اللہ تعالٰی عنھم وقدمنا عن الامام فخر الاسلام ان امساك الصورة علی سبیل التعظیم ظاھرا مکروہ الخ فقید بالظاھر فغیرہ لایؤثر کراھة لافی الصلوٰة ولافی الامساک،قال البحر ویفیدانه لوکان فوق الثوب الذی فیه صورة ثوب ساتر له فانه لایکرہ ان یصلی فیه لاستتارھا بالثوب الاٰخر واللہ سبحٰنه اعلم [112] اھ	کتا یا تصویر ہو اھ منحۃ الخالق میں اس کا اقرار کرتے ہوئے اسے نقل فرمایا۔**اقول**: (میں کہتا ہوں)اور وہ اسی طرح ہے جیسا کہ موصوف نے کہا ہے، گویا چھوٹے پن کا اضافہ اتفاقیہ واقع ہوا کیونکہ درھم ودینار میں نقوش تصویر کا چھوٹا ہونا ایک امر معہود ہے لیکن اس کے قول" لکن یکرہ "میں آپ جانتے ہیں کہ چھوٹی تصویر گھر میں ہو تو کوئی کراہت نہیں۔جیسا کہ اس کی تصریح فتح القدیر کے حوالہ سے پہلے گزر چکی۔ائمہ کرام نے صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ایسے آثار نقل کرنے پر باھم اتفاق اور تعاون فرمایا اور ہم اس سے پہلے فخر الاسلام کے حوالے سے ذکر کرچکے ہیں کہ برملا کسی تصویر کو بطور تعظیم اٹھائے رکھنا مکروہ الخ موصوف نے اپنے کلام میں "الظاھر "کی قید لگائی، پس اس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ اگر تصویر ظاہر نہ ہو تو پھر کراہت میں اس کا کوئی اثر نہیں،نہ نماز میں اور نہ اسے اٹھائے رکھنے میں، مصنف بحر رائق نے فرمایا:اس سے یہ فائدہ برآمد ہوا کہ جس کپڑے میں کوئی تصویر ہو پھر اس کے اوپر کوئی دوسرا کپڑا ڈال کر اسے چھپالیا جائے تو پھر ایسے کپڑے پر نماز پڑھنی مکروہ نہیں اس لئے کہ وہ دوسرے کپڑے

[111] منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ /۲۷

[112] بحر الرائق کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲ /۲۷

اقول: ولاقرة عين فيه لمن يمسك التصاوير فی صندوقه لينظر فيها متی شاء فانها وان كانت مستورة مادامت فی الصندوق لكنه يفتحه ويخرجها فتظهر فياتی التحريم والامساك لامر ممنوع ممنوع كمن امسك امرأة ليفجر بها فهو فی اثم الفجور حين لا يفجر لان الاعمال بالنيات، نسأل الله السلامة، بل لو امسكها ولم يقصد النظر فيها متی شاء، كان فيه حفظ ما فيه الفساد فكان كامساك اٰلة اللهو كمن لا يضرب قال الامام الاجل قاضی خان فی فتاواه لو امسك شيئا من هذه المعازف والملاهی يكره ويأثم وان كان لايستعملها لان امساك هذه الاشياء للهو عادة[113]۔	سے چھپالیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالٰی پاک و منزّہ ہے، وہ سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ **اقول:** (میں کہتا ہوں) اس میں کوئی آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں اس آدمی کے لئے جو اپنے صندوق میں تصویریں بند کر رکھے اس مقصد کے لئے کہ جب چاہے صندوق کھول کر انہیں دیکھ لے، مذکورہ تصویریں اگرچہ صندوق میں بند ہونے کی وجہ سے مستور ہیں جب تک کہ صندوق میں ہیں لیکن جب وہ صندوق کو کھولے گا اور انہیں نکالے گا تو وہ سامنے آجائیں گی پھر حرمت پیدا ہو جائے گی کیونکہ کسی امر ممنوع کے لئے کسی چیز کو روکے رکھنا بھی ممنوع ہے، اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے کہ جس نے کسی عورت کو اپنی نگرانی میں پابند کر رکھا تھا تاکہ موقع پر اس سے بدکاری کا ارتکاب کرے، پھر جس وقت تک وہ بدکاری نہ کرے گا اس وقت بھی بدکاری کرنے کے گناہ میں گرفتار ہوگا اور اس لئے کہ اعمال کا مدار انسانی ارادوں پر ہے، لہٰذا ہم اللہ تعالٰی سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں، بلکہ اگر اس نے اسے روک رکھا اور جب چاہے دیکھنے کا ارادہ بھی نہ کیا تو پھر بھی اس میں یہ خرابی ہے کہ اس نے اس صورت میں اسی چیز کی حفاظت کی جس میں فساد ہے اور اسی طرح یہ ہے کہ جیسے کوئی آدمی گانا بجانا نہیں کرتا لیکن گانے کے آلات واسباب کو

[113] فتاوٰی قاضیخان کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی التسبیح والتسلیم الخ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۹۳

	اپنے پاس روکے رکھتا ہے چنانچہ ہمارے ایک جلیل القدر امام فقیہ قاضی خاں نے اپنے فتاوٰی میں ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص گانے بجانے اور لہو میں سے کسی چیز کو اپنے پاس روکے رکھے مکروہ ہے اور وہ اسی طرح کرنے سے گنہگار ہوگا اگرچہ انہیں اپنے استعمال میں نہ لائے، کیونکہ اس قسم کے آلات واسباب کو روکے رکھنا عادتاً کھیل تماشے کے لئے ہی ہوتا ہے۔(ت)

(۷) چاند، سورج، ستاروں اور درختوں کی تصویریں نماز میں سامنے ہوں تو حرج نہیں کہ مشرکین نے اگرچہ ان اشیاء کو پوجا مگر ان تصویروں کی عبادت نہیں کرتے، سومنات اگرچہ معبد قمر تھا، سوم بمعنی قمر ہے اور ناتھ بمعنی مالک، مگر اس میں بت تھا جسے صورت روحانیت قمر قرار دیا تھا نہ شکل ہلالی یا قمری یابدری کی تصویر، ردالمحتار میں درایہ شرح ہدایہ سے ہے:

فان قیل عبدالشمس والقمر والکواکب والشجرۃ الخضراء قلنا عبد عینہ لاتمثالہ[114] اھ **اقول:** وبہ ظھر بطلان مابحث القاری فی المرقاۃ اذ قال ماعبد من دون اللہ ولو کان من الجمادات کالشمس والقمر ینبغی ان یحرم تصویرہ[115] اھ وھو کماتری بحث غریب ساقط لادلیل علیہ ولااثر لہ فی کلام الائمہ بل مخالف لاطلاقات جمیع کتب المذھب متونا وشروحا وفتاوی واللہ الموفق ھذا، ثم قال العلامۃ الکاکی فعلی ھذا ینبغی ان یکرہ	اگر یہ کہا جائے سورج، چاند، ستارے اور سرسبز درختوں کی عبادت کی جاتی ہے (تو پھر ان کی تصویروں کا کیا حکم ہے) ہم اس کے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ اشیاء مذکورہ کی عین ذات کی عبادت کی جاتی ہے نہ کہ ان کی تصویروں کی اھ **اقول:** (میں کہتا ہوں) اس سے اس قول کا باطل ہونا واضح ہو گیا کہ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں جس سے بحث کی، چنانچہ موصوف نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی کے سوا جس کی عبادت کی جائے اگرچہ وہ بے جان چیزوں میں سے ہو جیسے سورج اور چاند وغیرہ، تو مناسب یہ ہے کہ اس کی تصویر حرام قرار دی جائے اھ یہ جو کچھ فرمایا جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں ایک بحث غریب ہے جو درجہ اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ اس امر پر کوئی دلیل نہیں، اور نیز ائمہ کرام کے کلام میں اس کی کوئی نشانی موجود نہیں بلکہ وہ ایک مخالف کلام ہے، ان تمام اطلاقات کے لئے جو مذہبی کتابوں میں متون،

[114] ردالمحتار کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیھا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۶

[115] مرقات المفاتیح شرح المشکوٰۃ المصابیح کتاب اللباس باب التصاویر الفصل الاول ۸/ ۲۷۳

استقبال عن هذه الاشياء قال الشامی ای لانها عين ماعبد بخلاف مالوصورها واستقبل صورتها[116]۔**اقول:** تفريع عجيب وبحث غريب فالمسافرون فی الفضاء والبحر بمالايجدون ملجاء من استقبال الشمس فی العصروالقمرفيها وفی المغرب اوفی العشاء ولامحيد لهم عن استقبال الكواكب فی العشاء واين يهرب المصلی فی الغياض والرياض عن استقبال شجرة خضراء بل ربما لايجدله سترة غيرها فيلجأ اليها بحكم الشرع وروی الامام احمد وابوداؤد وعن المقداد بن الاسود رضی الله تعالٰی عنه قال مارايت رسول الله صلی الله تعالٰی عليه	شروح اور فتاوٰی کی صورت میں موجود ہیں، اور اللہ تعالٰی ہی اس کی توفیق بخشنے والا ہے، علامہ کاکی نے فرمایا کہ پھر تو اس بنا پر مناسب یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کی بعینہٖ ذات کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے، چنانچہ اور علامہ شامی نے فرمایا کہ تمام وہ چیزیں جن کی عبادت کی جاتی ہے ان کا عین ہیں بخلاف اس کے کہ ان کی تصویر بنائیں اور پھر اس تصویر کی طرف منہ کریں اھ۔**اقول:** (میں کہتا ہوں) یہ ایک عجیب تفریع اور نادر بحث ہے کہ مسافر کھلی فضا اور سمندر میں کوئی ٹھکانا نہیں پاتے، عصر کے وقت سورج کی طرف منہ کرنے سے اور چاند کی طرف منہ کرنے سے اور مغرب یا عشاء میں اور عشاء کے وقت ستاروں کی طرف منہ کرنے سے لوگ کہیں نہیں بھاگ سکتے۔اور جنگلات اور باغات میں نمازی کہاں بھاگ کر جاسکتا ہے کیونکہ جنگلوں اور باغوں میں ہرے بھرے درختوں کی طرف منہ کرنے سے بلکہ بسا اوقات وہ ان کے بغیر کوئی سترہ ہی نہیں پاتا، پھر حکم شریعت کی بنا پر ان کی طرف پناہ لیتا ہے، امام احمد اور امام ابوداؤد نے مقداد بن اسود سے روایت کی (اللہ تعالٰی ان سے راضی ہو) موصوف نے فرمایا میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی

[116] ردالمحتار بحوالہ معراج الدرایہ کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ الخ داراحیاء التراث العربی ۱/۴۳۶

وسلم صلی الی عود ولاعمود ولاشجرۃ الاجعلہ علی حاجبہ الایسر اوالایمن ولایصمدلہ صمدا [117] ثم ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما نھی عن الصلٰوۃ حین تشرق الشمس وحین تستوی وحین تتدلی للغروب ولم یقیدہ بکونھا قبالۃ المصلی بل اینما کانت و لو وراء ظھرہ ولوفی غیم غلیظ و عللہ بانھا تکون اذ ذاک بین قرنی الشیطٰن لابانھا عبدت من دون الرحمٰن ولعل شدۃ بعدھا و القمر والنجوم تغنی عن السترۃ فلابی داؤد عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا صلی احدکم الی غیر السترۃ فانہ یقطع صلٰوتہ الحمار والخنزیر والیھودی والمجوسی والمرأۃ ویجزئ عنہ اذا مروا بین یدیہ علی قذفۃ بحجر [118] وللطحاوی یکفیک	لکڑی، کسی ستون اور کسی درخت کی طرف نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھا مگر آپ نے انہیں اپنے دائیں یا بائیں ابرو کی طرف رکھا اور بالکل ان کی طرف سیدھ نہ فرمائی، اور حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے لوگوں کو اس وقت نماز پڑھنے سے روکا جب سورج چڑھ رہا ہو یا دوپہر کے وقت وسط آسمان میں ٹھہر جائے یا غروب کے قریب ہو جائے، اور اس کو اس بات سے مقید نہ کیا کہ وہ نمازی کے سامنے اور اس کے مقابل ہو بلکہ جہاں بھی ہو اس کے لئے یہی حکم دیا اگرچہ وہ اس کے پس پشت ہو اور گہرے بادل میں چھپا ہوا ہو، اور اس کی تعلیل یہ بیان فرمائی کہ اوقات مذکورہ میں سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے نہ یہ کہ اس وقت خدائے رحمان کے علاوہ اس کی پرستش کی جاتی ہے شاید اس کی وجہ زیادہ دور ہونا ہے، چاند اور ستارے نمازی کو سُترہ سے بے نیاز کردیتے ہیں (مطلب یہ کہ ان کے آگے کسی آڑ کی ضرورت نہیں) چنانچہ ابوداؤد میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کی ذات گرامی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص بغیر سترہ کے نماز پڑھے تو گدھا، سور، یہودی، آتش پرست اور عورت اس کی نماز کو قطع کردیتے ہیں، اور جب وہ اس کے آگے سے گزریں تو اس کی طرف سے یہی کافی ہے کہ ایک پتھر پھینکنے

[117] سنن ابی داؤد کتاب الصلٰوۃ باب اذاصلی الی ساریۃ اونحوھا آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۰۰

[118] سنن ابی داؤد کتاب الصلٰوۃ باب مایقطع الصلٰوۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۱۰۲

اذا کانوا منك قدر رمیة[119] وفی صلٰوۃ الهندیة عن التتارخانیة ان کانت القبور وراء المصلی لایکرہ فانه ان کان بینه وبین القبر مقدار مالوکان فی الصلٰوۃ و یمر انسان لایکرہ فهٰهنا ایضا لایکرہ[120] اھ اما الشجر، **فاقول**:کونهم عبدوا نوعا اوشخصا من الشجر لایلزم کراهة الاستقبال الا الی ذٰلك النوع او الشخص بخصوصه لاالی کل شجرۃ ولیس ذٰلك مثل التمثال فان الحکم متعلق بنفسه من دون نظر الٰی کونه صورۃ ماعبدوہ اولا کما سیاتیك تحقیقه ان شاء الله تعالٰی بخلاف الاعیان فلا یعتبر فیها الجنس بل خصوص ماعبد علی وجه

کی مقدار دور ہو (یعنی اگر اتنی مقدار دور سے گزریں تو کوئی حرج نہیں) اور امام طحاوی کی روایت میں ہے (اے نمازی!) تجھے یہی کافی ہے کہ گزرنے والا تجھ سے ایک تیر پھینکنے کی مقدار ہو۔ فتاوٰی عالمگیری بحث صلٰوۃ میں تاتارخانیہ کے حوالے سے منقول ہے اگر قبریں نمازی کے پس پشت ہوں تو کوئی کراہت نہیں بشرطیکہ نمازی اور قبر کے درمیان اتنی مقدار مسافت ہو کہ جتنی نماز میں نمازی کے آگے ہونی چاہئے کہ اگر کوئی آدمی اس کے آگے سے گزرے تو کراہت نہ ہو تو یہاں بھی اس قدر مسافت ہو تو کراہت نہ ہو گی اھ۔ رہا درختوں کا معاملہ، **فاقول**: (تو اس کے متعلق میں کہتا ہوں کہ) مشرکین کسی نوع یا کسی فرد معین درخت کی عبادت کرنے سے اس کی طرف منہ کرنے سے کراہت لازم آئے گی مگر یہ اس وقت ہوگا جبکہ اس نوع یا خصوصی فرد کی طرف منہ کرے اور یہ معاملہ ہر درخت کے ساتھ نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا معاملہ تصویر جیسا نہیں اس لئے کہ حکم اس کی ذات سے وابستہ ہے اس پر نظر کئے بغیر کہ یہ اس کی تصویر ہے کہ جس کی پہلے مشرکین نے عبادت کی یا نہیں جیسا کہ ان شاء اللہ تعالٰی عنقریب اس کی تحقیق تیرے پاس آجائے گی بخلاف اعیان (ذوات) کہ ان میں

[119] شرح معانی الآثار باب المرور بین یدی المصلی الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۰۹

[120] فتاوٰی ہندیة الباب السابع الفصل الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۰۷

عبد الا تری الی مامر من الفرق بین تنور فیہ نار وبین شمع وسراج اَولا تری ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یستتر فی صلوتہ براحلتہ ولم یمنعہ عن ذٰلك کونہا من جنس الحیوان الذی یعبدہ المشرکون نوع البقر وعبدوا شخص عجل السامری،اخرج الشیخان عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یعرض راحلتہ فیصلی الیہا[121]،وفی الفتح ان استتر بظہر جالس کان سترۃ وکذا الدابۃ واختلفوا فی القائم[122] اھ وفیہ وفی الہندیۃ عن النہایۃ قالوا حیلۃ الراکب ان ینزل

جنس کا اعتبار نہیں کیا جاتا بلکہ اس میں جس کی عبادت کی جائے جس وجہ پر عبادت کی جائے اس خصوص کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔کیا آپ نہیں دیکھتے اس گزشتہ فرق کو جو ایسے تنور کہ جس میں آگ ہو اور شمع اورچراغ کے درمیان کیا گیا ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی نمازمیں اپنی سواری(ناقہ) کو پردہ اور آڑ بناتے اور اس رویّہ سے آپ کو یہ چیز نہ روکتی کہ ناقہ اس جنس حیوان میں سے ہے کہ جس کی ایک قسم گائے کی مشرکین عبادت کرتے رہے اور سامری کے بنائے ہوئے فرد معین بچھڑے کی پرستش کرتے رہے،چانچہ بخاری اور مسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہماکے حوالے سے تخریج فرمائی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو اپنی سواری(ناقہ) کو چوڑائی میں بٹھادیتے پھر اس طرف منہ کرکے نماز پڑھتے۔فتح القدیر میں ہے اگر کسی بیٹھے ہوئے شخص کی پیٹھ کو(نماز پڑھتے وقت) پردہ بنائے توپھر اس کے لئے سُترہ کے قائم مقام ہے،اور کسی دوسرے جانور کا بھی یہی حکم ہے،اور کھڑے ہونے والے شخص میں ائمہ کرام نے اختلاف کیا ہے اھ اور اس میں اور فتاوٰی عالمگیری میں نہایہ کے

---

[121] صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ الی الراحلۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۷۲/۱

[122] فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مکتبہ رضویہ سکھر ۳۵۴/۱

فیجعل الدابۃ بینہ وبین المصلی فتصیر ھی سترۃ فیمر[123] اھ فالذی تحرر بما تقرر کراھۃ استقبال خصوص حیوان اوشجر اخضر یعبدہ المشرکون ان نوعا فنوعا اوشخصا فذلک الشخص عینا دون غیرہ من نوعہ بشرط ان لایکون بینہ وبین المصلی اکثر ممایؤثم المار ھذا ماظھر لی وارجو ان یکون صوابا ان شاء اللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔	حوالے سے ہے۔ائمہ فقہ نے فرمایا(سفر میں سُترہ کے لئے تجویز وتدبیر یہ ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا سوار ہے تو زمین پر اترے، پھر گزرنے والا اپنے اور نمازی کے درمیان اپنے جانور کو آڑ بنالے، پس یہی اس کے لئے سُترہ کی حیثیت رکھتا ہے اھ اور جو کچھ اثبات کردہ حقیقت کے مطابق تحریر ہوا کہ مشرکین جن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں بربنائے خصوص خواہ وہ حیوان ہو یا کوئی سرسبز وشاداب درخت ہو، نماز میں اس کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے، اگر نوع ہو تو اس نوع کا یہی حکم ہے۔اگر شخص (یعنی فرد معین ہو تو) پھر عین (یعنی اس فرد معین کا یہی) حکم ہے۔لہٰذا اس نوع میں سے کوئی دوسرا مرادنہ ہوگا۔بشرطیکہ اس کے اور نمازی کے درمیان اتنی زیادہ مسافت نہ ہو کہ جس سے گزرنے والا گناہگار ہوتا ہے۔اور یہ وہ تحقیق ہے جو مجھ پر ظاہر ہوئے۔اور مجھے امید ہے کہ وہ ضرور مبنی بر صواب ہوگی بشرطیکہ اللہ تعالٰی چاہے۔ اور اللہ تعالٰی سب سے بڑا عالم ہے(ت)

ان تمام مسائل سے واضح ہوا کہ تشبّہ کے لئے اس شے کا جنس مایعبدہ المشرکون سے ہونا ضروری ہے،

اقول: (میں کہتا ہوں) اب یہاں متعدد سوال پیدا ہوتے ہیں:

اوّل: اعیان میں تو اس کے معنی ظاہر ہیں کہ خود وہی نوع یا شخص ہو جس کی عبادت مشرکین کرتے ہیں مگر تصویر میں ہرگز یہ معنی نہیں شمس وقمر کی تصویر نہ گھر میں رکھنا مکروہ نہ نماز میں سامنے ہونے سے کراہت، حالانکہ وہ معبودان باطل ہیں، اور ہر انسان وحیوان کی تصویر رکھنا بھی حرام، اور اس سے نماز بھی مکروہ، حالانکہ مشرکین ان سب کی عبادت نہیں کرتے، اس کا منشا کیا ہے، وہ جو گزرا کہ شمس وقمر کے عین کی عبادت ہوتی ہے، نہ تصویر کی، یہاں بدرجہ اولٰی وارد ہے کہ ان کے نہ عین کی عبادت ہوتی ہے نہ تصویر کی، اگر کہئے وہ ذی روح نہیں یہ ذی روح ہیں، ہم کہیں گے یہی تو سوال ہے کہ جب مدار عبادت پر ہے تو معبود باطل تو غیر ذی روح کی تصویر کیوں نہ منع ووجہ کراہت ہوئی، اور ذی روح

[123] فتح القدیر کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۵۴

غیر معبود کی تصویر کیوں حرام و موجب کراہت ٹھہری۔

دوم: سر بریدہ وچہرہ محو کردہ کو استثناء فرمایا کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی۔ظاہر ہے کہ یہ نفی نفی امکان نہیں کہ مشرکوں کی بدعقلی سے کسی چیز کی عبادت محال کیا مستبعد بھی نہیں،جب وہ صرف لنگ اور جلہری کی پوجا کرتے ہیں توان کے ساتھ باقی بدن بھی اگر ہوا اور سر نہ ہوا توکون مانع ہے مگر مراد نفی عادت ہے کہ تن بے سر کی عبادت ان کی عادت نہیں۔ تبیین الحقائق و بحرالرائق سے گزرا:

لانھا لاتعبد بدون الراس عادۃ[124]۔	اس لئے کہ بطور عادت،بغیر سر،تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی (ت)

اب واضح سوال ہے کہ تصویر کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کے بعد جواز کیوں نہ ہوا کہ ایسے لوتھڑے کی عبادت بھی ان کی عادت نہیں بلکہ بھنویں اور آنکھیں مٹادینے پر بھی یہی سوال ہوسکتا ہے کہ اس حالت پر بھی عبادت کی عادت محل منع ہے، اگر کہئے بے سروچہرہ حیات نہیں رہتی اور ان اعضاء کے بغیر ممکن ہے،ہم کہیں گے تومدار حیات پر ہوا،نہ عادت عبادت پر،ہذا خلف حیات کو اس لئے تھا کہ اصل مناط یعنی عادۃ معبود ہونا بے حیات منتفی ہے نہ اس لئے کہ حیات ہی اصل مناط ہے کہ وہ باقی ہو تو حکم ثابت رہے اگرچہ عادت عبادت معدوم ہو۔

سوم: سر بریدہ واطراف بریدہ میں تو موت وحیات سے فرق کرلیا چھوٹی تصویر اور اطراف بریدہ میں کیافرق ہے، قابلیت حیات دونوں میں ہے اور عادۃً عبادت دونوں کی نہیں ہوتی بلکہ بڑی تصویر صرف مستور رہنے سے کیوں قابل استثناء ہوگئی، اتنا خارجی تغیر کہ صرف ایک ہیأت بدلی مفید ہوا اور یہ عظیم تغیر نفس جسم میں کہ چاروں ہاتھ پاؤں جڑ سے کاٹ دیئے کام نہ آیا حالانکہ پردہ ڈالنا اعزاز کا بھی پہلو رکھ سکتا ہے اور دست وپا کاٹ دینا صریح اہانت ہے۔

چہارم: کیافرق ہے کہ زید یا مثلاً بکر کی تصویر گھر میں بے اہانت رکھنا حرام اور مانع ملٰئکہ رحمۃ علیہم الصلوٰۃ والسلام، حالانکہ مشرکین نہ زید اور بکر ی کو پوجتے ہیں نہ اُن کی تصویروں کو،اور گائے کا گھر میں بے اہانت رکھنا جائز حالانکہ وہ خود ان کی معبودہ باطلہ ہے اور باندھنا بغرض اہانت نہیں بلکہ حفظ ہے اور بہت گائے بیل بے باندھے بھی رکھے جاتے ہیں،اگر کہئے گائے کا رکھنا

[124] تبیین الحقائق باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۱۶۶، بحرالرائق باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۸

دودھ کے لئے ہے اور تصویر سے کوئی غرض صحیح نہیں، ہم کہیں گے غرض صحیح کے چاردرجے ہیں، ضرورت، حاجت، منفعت، زینت۔گائے اگرچہ درجہ سوم میں ہے لوگ تصویر کو درجہ چہارم میں رکھتے ہیں تو بے غرض یہ بھی نہ ہوئی، معہذا اور اغراض بھی تصویر میں ہوسکتی ہیں مثلاً معرکہ جہاد کی تصویر جس میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ عطافرمایا ہوکہ اس کے مشاہدہ سے مسلمانوں کی عزت کفار کی ذلت کاسماں نظر آئے گا نعمت الٰہی کی یاد ہوگی ان بندگان خدا کی طرح دین کے لئے جانفشانی کاشوق پیدا ہوگا **الٰی غیر ذٰلك من المصالح** (اُن بیان کردہ فوائد کے علاوہ اور بھی بہت سے مصالح ہیں۔ت) حالانکہ ان نیتوں سے بھی اس کارکھنا حرام وناجائز ہی ہے تو واجب ہوا کہ تصویر میں مایعبد کے وہ معنی لئے جائیں اور ایسا مناط تجویز کیا جائے جس سے یہ سب سوالات مرتفع ہوجائیں اور تمام مسائل منع واجازت اس پر منطبق آئیں **فاقول: وباللہ التوفیق** (پھر میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے ہی کہتا ہوں۔ت) یہاں مناط منع، نہ صورت کی عبادت ہونا ہے نہ ذوالصورۃ کی، نہ اس کی نوع نہ جنس قریب کی۔نہ اس کا اس حالت پر ہونا کہ ذوالصورۃ اس حال پر ہو تو زندہ رہے ان میں سے کچھ کسی وجہ پر، نہ وہ سوال مرتفع ہوں نہ فروع ملتئم بلکہ مناط تصویر کا معنی وثن میں ہونا ہے جیسا کہ محقق نے فتح میں اشارہ فرمایا:

حیث قال کما تقدم لیس لھا حکم الوثن فلاتکرہ فی البیت[125]۔	جیسا کہ پہلے گزرچکا (کہ اس حالت میں) تصویر کے لئے حکم صنم نہیں، لہٰذا اس کا گھر میں ہونا مکروہ نہیں۔(ت)

ولہٰذا صورت حیوانیہ کی تخصیص ہوئی کہ غیر حیوان کی تصویر بت نہیں، بت ایک صورت حیوانیہ مضاہات خلق اللہ میں بنائی جاتی ہے تاکہ ذوالصورۃ کے لئے مرات ملاحظہ ہو اور شک نہیں کہ ہر حیوانی تصویر مجسم خواہ مسطح کپڑے پر ہو یا کاغذ پر دستی ہو یا عکسی اس معنی میں داخل ہے تو سب معنی بت میں ہیں اور بت اللہ عزوجل کا مبغوض ہے تو جو کچھ اس کے معنی میں ہے اس کا بلا اہانت گھر میں رکھنا حرام اور موجب نفرت ملائکہ کرام علیہم الصلٰوۃ والسلام اسی قدر سے بحمد اللہ تعالٰی سب سوال حل ہوگئے تصویر کو اکب تصویر حیوانی نہیں کہ معنی بت میں ہو اور تصویر انسان وحیوان اگرچہ مشرکین ان کی عبادت نہ کرتے ہوں معنی بت میں ہے تو مبغوض رب العزت ہے، **سوال اول**

---

[125] فتح القدیر کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۳

حل ہوا، تو نور صورت حیوانی ہی نہیں اور گائے ہے مگر خود مخلوق رب العزت نہ کہ مضاہات خلق اللہ میں مرات ملاحظہ ہونے کو بنائی ہوئی کہ مبغوض الٰہی ہو تو یہ بھی معنی بت میں نہیں، سوال چہارم حل ہوا، پھر صورت حیوانی کہاجانا اور اس کے لئے مراۃ ملاحظہ ہونا دونوں کامدار چہرہ پر ہے، اگر چہرہ نہیں تو اسے صورت حیوانی نہ کہاجائے گا، اس پر ایک تو امین الوحی جبریل علیہ الصلٰوۃ و السلام کا قول گزرا کہ ان کے سرکاٹ دیجئے کہ ہیأت درخت پر ہو جائیں، دوسرے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد گزرا کہ صورت سر کا نام ہے جس کے سر نہیں وہ صورت نہیں، تیسرے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ارشاد گزرا کہ سرکاٹ دیا تو صورت نہ رہی، چوتھے اس پر اول دلیل ارشاد اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ہے:

اذا قاتل احدکم اخاہ فلیجتنب الوجہ فان اللہ خلق اٰدم علٰی صورتہ، رواہ [126] مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ حکی النووی فی شرحہ ثلثۃ اقوال امثلھا واعدلھا واصحھا واحملھا ان المراد اضافۃ تشریف واختصاص کقولہ تعالٰی ناقۃ اللہ وکما یقال فی الکعبۃ بیت اللہ ونظائرہ [127] اھ	تم میں سے جب کوئی شخص اپنے بھائی سے آمادہ جنگ ہو تو اس کے چہرے کو بچائے کیونکہ اللہ تعالٰی نے حضرت آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کو روایت فرمایا۔ امام نووی نے اپنی شرح صحیح مسلم میں علٰی صورتہ کے متعلق تین اقوال کی حکایت فرمائی ان میں سب سے زیادہ حمل والا قول یہ ہے کہ اس اضافت سے شرافت واختصاص مراد ہے۔ اللہ تعالٰی کے اس ارشاد "ناقۃ اللہ" (اللہ تعالٰی کی اونٹنی) کی طرح، اور جیسا کہ کعبہ شریف کے بارے میں کہاجاتا ہے "بیت اللہ" (اللہ تعالٰی کا گھر) اور اسی طرح اس کے باقی نظائر وامثال اھ (ت)

تکریم صورت کو صرف تعظیم وجہ پر مقصود فرمایا اور مراۃ ملاحظہ ہونے کا وجوداً وعدماً اس پر دوران خود ظاہر چہرہ ہی سے معرفت ہوتی ہے چہرہ دیکھا اور باقی بدن کپڑوں سے چھپا ہے تو کہے گا میں اسے پہچانتا ہوں، اور چہرہ نہ دیکھا تو نہیں کہہ سکتا اگرچہ باقی بدن دیکھا ہو، ولہذا اگر عورت نے اپنا منہ کھول کر گواہوں کو دکھایا اور کہا میں لیلٰی بنت زید ہوں اور کچھ اقرار یا عقد کیا گواہوں کو اس پر گواہی دینا جائز ہے اور انہیں اس کی زندگی بھر گواہان شناخت کی اصلاً حاجت نہیں کہ منہ دیکھ کر انہیں خود شناخت ہو گئی وہ اسے دیکھ کر

[126] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب النہی عن ضرب الوجہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۲۷

[127] شرح صحیح مسلم للنووی مع صحیح مسلم باب النہی عن ضرب الوجہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۲۷

بتا سکتے ہیں کہ یہی وہ عورت ہے جس نے ہمارے سامنے اقرار کیااور اگر منہ کھول کرنہ دکھایاتو گواہان شناخت کے بعد بھی یہ گواہی نہیں دے سکتے کہ فلاں عورت نے یہ اقرار کیابلکہ اتنا کہیں کہ ہمارے سامنے ایک عورت نے یہ اقرار کیااور فلاں فلاں شہود نے ہم سے بیان کیاکہ یہ فلاں عورت ہے۔عالمگیری میں ہے:

لوکشفت امرأۃ وجهها وقالت انا فلانة بنت فلان لا یحتاجون الی شهود المعرفة فان ماتت یحتاجون الی شاهدین یشهدان انها کانت فلانة بیت فلان واذا لم تسفر وجهها وشهد شاهدان انها فلانة بنت فلان لم یحل لهما ان یشهدا بذلك یعنی علی اقرار فلانة انما یجوز ان یشهدا ان امرأۃ اقرت بکذا وشهد عندنا شاهدان انها فلانة بنت فلان هکذا فی الملتقط[128]۔	اگر کسی عورت نے اپنے چہرے سے پردہ اٹھایا اور کہامیں فلاں دختر فلاں ہوں تواس صورت میں لوگوں کو پوری زندگی شناخت کرانے کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں(اس لئے کہ چہرے سے پوری طرح شناخت اور تعارف حاصل ہوگیا) پھر اگر وہ مرجائے تولوگوں کواس بات کی ضرورت ہوگی کہ دو گواہ یہ گواہی دیں گے کہ فلاں، دختر فلاں ہے اور اگر اس نے اپناچہرہ کھول کرنہ دکھایا تو پھر دو گواہ یہ گواہی دیں گے کہ وہ فلاں دختر فلاں ہے لیکن ان دو گواہوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ یہ گواہی دیں کہ وہ فلاں عورت ہے کہ جس نے اقرار کیا تھا۔ہاں البتہ یہ جائز ہے کہ وہ یونہی گواہی دیں کہ ایک عورت نے اقرار کیا ہے اور ہمارے پاس دو گواہوں نے گواہی دی کہ وہ عورت فلاں دختر فلاں ہے، فتاوٰی ملتقط میں اس طرح مذکور ہے۔(ت)

اسی میں فتاوٰی ظہیریہ سے ہے:

اختلف المشائخ فی جواز تحمل الشهادۃ علی المرأۃ اذ کانت متنقبة،بعض مشائخنا قالوا لایصح التحمل علیها بدون رؤیة وجهها وبعض مشائخنا توسعوا فی هذه وقالوا	مشائخ کرام نے اس بارے میں اختلاف کیاہے کہ جب عورت نقاب پوش ہوتواس پر گواہی دینے کے جواز کی کیا صورت ہوگی، چنانچہ ہمارے بعض مشائخ نے فرمایاکہ چہرہ دیکھے بغیر عورت کے متعلق گواہی نہیں دی جاسکتی، لیکن ہمارے بعض مشائخ نے اس میں کچھ وسعت وگنجائش

[128] فتاوٰی ھندیہ کتاب الشھادات الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۳ /۴۵۳

یصح عندالتعریف وتعریف الواحد کفی والمثنی احوط والی ھذا مال الشیخ الامام المعروف بخواھر زادہ والی القول الاول مال الشیخ الامام شمس الاسلام الاوزجندی والشیخ الامام ظھیرالدین و ضرب من المعقول یدل علی ھذا فانا اجمعنا علی انہ یجوز النظر الی وجھھا لتحمل الشھادۃ[129] اھ قلت فقد اجمعوا علی حصول المعرفۃ برؤیۃ الوجہ حتی جاز التحمل اجماعا وعلی عدمھا بعدم معرفتھا لم یجز التحمل عند قوم اصلا واحتیج لما التعریف عند اٰخرین مقاصد۔	رکھی ہے،اور یہ فرمایا ہے کہ تعارف اور شہرت کے وقت اس کے متعلق گواہی دینا صحیح ہے اور صرف ایک آدمی کی پہچان کافی ہے اور دو میں زیادہ احتیاط ہے۔چنانچہ شیخ امام جو خواہر زادہ کے لقب سے مشہور ہیں اسی طرف مائل ہیں جبکہ شیخ امام شمس الاسلام اوزجندی اور شیخ امام ظہیرالدین پہلے قول کی طرف مائل ہیں چنانچہ معقول قسم اس پر دلالت کرتی ہے اس لئے کہ ہم نے اتفاق کیا ہے کہ تحمل شہادت کے لئے عورت کے چہرہ کی طرف دیکھنا جائز ہے اھ **میں کہتا ہوں** ائمہ کرام نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ چہرہ دیکھنے سے شناخت اور معرفت حاصل ہوتی ہے یہاں تک کہ (اس صورت میں) تحمل شہادت بالاتفاق جائز ہے،اور اگر رؤیت نہ ہو تو معرفت نہ ہوگی لہٰذا بعض لوگوں کے نزدیک (اس صورت میں) تحمل شہادت بالکل جائز نہیں۔لیکن کچھ دوسروں کے نزدیک مقاصد میں اس کے لئے شناخت کی ضرورت ہوتی ہے۔(ت)

اہل تصویر ہی کو دیکھئے جو تصویر کسی کی یادگار کے لئے بنوائیں ہر گز بے چہرہ اس پر راضی نہ ہوں گے نہ اپنے مقصود کو مفید جانیں گے اگرچہ باقی تمام بدن کی تصویر ہو اور بارہا نیم قد بلکہ صرف چہرہ پر قناعت کرتے اور اسے اپنے مقصد کے لئے کافی سمجھتے ہیں جیسا کہ مصوّروں میں بکثرت دائر وسائر اور سکہ کی تصویروں سے ظاہر،اور خود یہ تصویر جس سے سوال ہے اس پر شاہد کہ اس کا بنانا یادگار ہی کے لئے تھا اور نصف سینہ تک قناعت کی تو بداہۃً ثابت ہوا کہ صرف چہرہ ہی وہ چیز ہے کہ تصویر کو معنی بت میں کرتا ہے اور صرف چہرہ ہی اس معنی کے افادہ میں کافی ہوتا ہے تو یہاں جنس مایعبد سے مراد صرف معنی بت میں ہونا ہے اگرچہ نہ خود وہ معبود مشرکین ہو نہ اس کا ذوالصورۃ تو وہ اس حالت پر ہو کہ مشرکین اپنی عبادت کے لئے

[129] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الشھادات الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۳ /۴۵۲

عادۃً لازم رکھتے ہیں کہ یہ سب زوائد ہیں اور یہاں غیر ملحوظ۔ یہاں صرف اس قدر درکار ہے کہ تصویر کسی صورت حیوانیہ کے لئے مراۃ ملاحظہ ہو اور اس کا مدار صرف چہرہ پر ہے تو قطعًا یہ سب تصویریں معنی بت میں ہیں اور ان کا مکان میں باعزاز رکھنا، نصب کرنا، چوکھٹوں میں رکھ کر دیوار پر لگانا یا پردے یا دیوار یا کسی اونچی رہنے والی شے پر اس کا منقوش کرنا اگرچہ نیم قد یا صرف چہرہ ہو یا دیوار گیروں پر انسان یا حیوان کے چہرے لگانا یا پانی کے نل کے منہ یا لاٹھی کی بالائی شام پر کسی حیوان کا چہرہ بنوانا یا ایسی کسی بنی ہوئی چیز کو رکھنا استعمال کرنا سب ناجائز و حرام ومانع دخول ملائکہ علیہم الصلٰوۃ والسلام اور اس مکان میں نماز یقینا مکروہ، پھر اگر تشبہ خاص بھی پایا جائے جیسے مصلی کے سامنے ہو نا تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ، کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ قدآدم آئینے جن میں اتنی بڑی بڑی آدمیوں اور جانوروں کی تصویریں ہوں دیوار قبلہ میں نصب کرکے ان کی طرف نماز پڑھنے میں نہ عبادت صورت کی مشابہت ہے نہ شرع مطہر کی مخالفت، حاشا ہر گز کوئی نہیں کہہ سکتا، تو ثابت ہوا کہ صواب عامہ کتب ائمہ کے ساتھ ہے جن میں صرف قطع راس ومحو وجہ پر اکتفا فرمایا اور دیگر اعضاء کا ان پر قیاس ہرگز نہ روایۃً منقول نہ درایۃً مقبول۔ لاجرم سر بریدہ میں ممانعت نہ ہوئی کہ معنی بت میں نہ رہی، اور دست وپا بریدہ ناجائز ہوئی کہ معنی بت باقی سوال دوم حل ہوا، اتنی چھوٹی تصویر کہ نظر میں متمیز نہ ہو مراۃ ملاحظہ نہیں کہ آپ ہی زیر ملاحظہ نہیں یونہی مستور کہ وہ بھی خود ملاحظہ سے مہجور، مراۃ ملاحظہ ہونا تو اور دور، اور معنی بت کے حصول کو یہ بھی ضرور کہ مشرکین بتوں کو اسی لئے بناتے ہیں کہ ان کے آلہ مزعومہ باطلہ کے مراۃ ملاحظہ ہوں تو یہاں بھی وہ معنی مفقود، سوال سوم حل ہوا،

وللّٰہ الحمد حمدا کثیرًا طیبًا مبارکًا فیہ کما یحب ربنا ویرضی وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰینا واٰلہ وصحبہ ابدا. ھکذا ینبغی التحقیق واللّٰہ تعالٰی ولی التوفیق وقدکان یختلج فی قلبی الکلام علیہ منذ مان وکنت ارجوان یفتح اللّٰہ تعالٰی بالحق فھذا	اللہ تعالٰی کے لئے ہی بے حساب وشمار تعریف وتوصیف ہے پاکیزہ، ایسی میں برکت رکھی گئی جیسا کہ ہمارا پروردگار پسند فرمائے اور اللہ تعالٰی ہمارے آقا اور ہمارے مولا پر رحمت برسائے اور ان کی تمام آل اور ساتھیوں پر ہمیشہ ہمیشہ رحمت ہو، اور مناسب یہ ہے کہ تحقیق اسی طرح ہونی چاہئے اور اللہ تعالٰی ہی توفیق دینے کا مالک ہے۔ مدت سے میرے دل میں اس پر کلام کرنے کی بات کھٹک رہی تھی اور میں یہ بھی امید رکھتا تھا

او ان یسرہ المولی سبحٰنہ وتعالٰی ولہ الحمد اقول وبہ انفصل وللہ الحمد خلاف مانقلہ القھستانی عن المحیط فی اتخاذ الراس ونقلہ عنہ فی ردالمحتار ولم یذکروا فیہ ترجیحا فثبت بحمداللہ تعالٰی ترجیح المنع اقول:ثم لایذھبن عنك وان المراد بالاتخاذ الاقتناء کما فی قول القھستانی بعدہ باسطر،یکرہ اتخاذ الصور فی البیوت[130]،ثم قولہ بعدہ لایکرہ اتخاذھا[131] ان صغرت اما اصطناعہ فلایجوز بحال وان صرح علماؤنا بجواز اتخاذ الانف والسن والاصبع من فضۃ لمقطوعھافان الفرق بین ماذکروا وبین اتخاذ الرأس ممالایخفی علی بلید فضلا عن عاقل،واللہ تعالٰی اعلم۔	کہ (اس معاملہ میں) اللہ تعالٰی مجھ پر حق کھول دے گا یہاں تک کہ یہ وقت آ پہنچا کہ جس میں اللہ تعالٰی پاک اور برتر نے (اس عقدہ کو) مجھ پر آسان کردیا للذا اسی کے لئے تعریف و ستائش ہے **اقول:** (میں کہتا ہوں) جبکہ اللہ تعالٰی کے لئے حمد و ستائش ہے اس سے وہ اختلاف الگ اور جدا ہوگیا کہ جس کو علامہ قہستانی نے محیط کے حوالے سے سربنانے کے متعلق نقل کیا اور فتاوٰی شامی میں اس کو نقل فرمایا لیکن اس میں ائمہ کرام نے کوئی ترجیح ذکر نہیں، میں کہتاہوں پھرآپ سے کہیں یہ بات رہ نہ جائے کہ یہاں اتخاذ سے اقتناء (حفاظت کرنا) مراد ہے جیسا کہ چند سطروں بعد علامہ قہستانی کا یہ قول موجود ہے گھروں میں حفاظت سے تصویریں رکھنا منع ہیں"۔ لیکن اس کے کچھ بعد انہوں نے فرمایا کہ اگر تصویریں چھوٹی چھوٹی ہوں توان کا گھروں میں رکھنا مکروہ نہیں لیکن ان کا بنانا کسی حال میں بھی جائز نہیں، اگرچہ ہمارے علماء کرام نے یہ تصریح فرمائی کہ چاندی کی ناک، دانت اور انگلی بنانا جائز ہے اور اس کی وجہ ان کا مقطوع ہونا ہے اس لئے کہ جو کچھ انہوں نے ذکر فرمایا اس کے اور سر بنانے کے درمیان واضح فرق ہے جو کسی بے عقل سے بھی پوشیدہ نہیں چہ جائیکہ صاحب عقل سے مخفی رہ جائے، واللہ تعالٰی اعلم (ت)

رابعًا اقول: وباللہ التوفیق (میں تعالٰی کی توفیق ہی کے حوالے سے کہتاہوں)

[130] جامع الرموز کتاب الصلٰوۃ فصل مایفسد الصلٰوۃ مکتبۃ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/ ۱۹۶

[131] جامع الرموز کتاب الصلٰوۃ فصل مایفسد الصلٰوۃ مکتبۃ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/ ۱۹۵

ایک اور نکتہ بدیعہ ہے جس پر تنبہ لازم، یہاں چار صورتیں ہیں:

اوّل: تصویر کی توہین مثلاً فرش پا انداز میں ہونا کہ اس پر چلیں پاؤں رکھیں یہ جائز ہے اور مانع ملائکہ نہیں اگرچہ بنانا بنوانا ایسی تصویروں کا بھی حرام ہے کمافی الحلیۃ والبحر وغیرھما (جیسا کہ حلیہ، بحر رائق اور ان دو کے علاوہ دوسری کتابوں میں مذکور ہے۔ت)

دوم: جس چیز میں تصویر ہو اسے بلااہانت رکھنا مگروہ ترک اہانت بوجہ تصویر نہ ہو بلکہ اور سبب سے جیسے روپے کو سنبھال کر رکھنا زمین پر پھینک نہ دینا کہ یہ بوجہ تصویر نہیں بلکہ بہ سبب مال، اگر سکہ میں تصویر نہ ہوتی جب بھی وہ ایسی ہی احتیاط سے رکھا جاتا، یہ بحال ضرورت جائز ہے جس طرح روپے میں کہ تکریم تصویر مقصود نہیں اور بے تصویر کا یہاں چلنا نہیں اور اس پر سے تصویر مٹائیں تو چلے گا نہیں الضرورات تبیح المحظورات (ضرورتیں ممنوع کاموں کو مباح کردیتی ہیں۔ت) یوہیں اسٹامپ کی تصویریں اور ڈاک کے ٹکٹ، اگر ان کی تصویریں ایسی چھوٹی نہ ہوں کہ زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھنے سے تفصیل اعضا ظاہر نہ ہو جیسے اشرفی، مہر، اس کے رکھنے کا ویسے ہی جواز ہے کہ اس کی تصویریں ایسی ہی چھوٹی ہیں اور بلاضرورت داخل کراہت کہ اگرچہ ترک اہانت دوسری وجہ سے ہے مگر لازم تو تصویر کی نسبت بھی آیا حالانکہ ہمیں اس کی اہانت کا حکم ہے، عنایہ سے گزرا:

نحن امرنا باھانتھا[132]۔	ہمیں تصویروں کی توہین وتذلیل کا حکم دیا گیا ہے۔(ت)

تو ترک اہانت میں ترک حکم ہے اور ضرورت نہیں کہ حکم جواز لائے، چاقو وغیرہ جو تصویریں ہوتی ہیں اسی حکم میں داخل ہیں اگر بڑی ہوں تو نہیں مٹادے یا کاغذ وغیرہ لگادے ورنہ مکروہ ہے۔ یہ بھی اس وقت کے رکھنے والے کو اس شے سے کام ہو تصویر مقصود نہ ہو ورنہ صورت سوم میں داخل ہوگا۔

سوم: ترک اہانت بوجہ تصویر ہی ہو مگر تصویر کی خاص تعظیم مقصود نہ ہو جیسے جہال زینت وآرائش کے خیال سے دیواروں پر تصویریں لگاتے ہیں یہ حرام ہے اور مانع ملائکہ علیہم الصلٰوۃ والسلام کہ خود صورت ہی کا اکرام مقصود ہوا اگرچہ اسے معظم وقابل احترام نہ مانا۔

چہارم: صرف ترک اہانت نہ ہو بلکہ بالقصد تصویر کی عظمت وحرمت کرنا، اسے معظم دینی سمجھنا، اسے تعظیماً بوسہ دینا، سر پر رکھنا، آنکھوں سے لگانا، اس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا، اس کے لئے جانے

[132] العنایۃ شرح الھدایۃ علی ہامش فتح القدیر کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۲

پر قیام کرنا، اسے دیکھ کر سر جھکانا وغیر ذلک افعال تعظیم بجالانا یہ سب سے اخبث اور قطعًا یقینًا اجماعًا اشد حرام و سخت کبیرہ ملعونہ ہے اور صریح کھلی بت پرستی سے ایک ہی قدم پیچھے ہے اسے کوئی مسلمان کسی حال میں حلال نہیں کہہ سکتا اگرچہ لاکھ مقطوع یا صغیر یا مستور ہو، یہ قیدیں سب صورت سوم تک تھیں قصدًا تعظیم تصویر ذی روح کی حرمت شدیدہ عظیمہ میں نہ کوئی تقیید ہے نہ کسی مسلمان کا خلاف متصور بلکہ قریب ہے کہ اس کی حرمت شدیدہ اس ملت حنفیّہ کے ضروریات سے ہو تو اس کا استحسان بلکہ صرف استحلال یعنی جائز جاننا ہی سخت امر عظیم کا خطرہ رکھتا ہے **والعیاذ باللہ تعالٰی** (اور اللہ تعالٰی کی پناہ۔ت) صورت مذکورہ سوال یہی صورت چہارم ہے کہ اسے تبرک کے طور پر رکھنا اس کے سبب نزول برکت جاننا اسے برزخ ٹھہرانا رب عزوجل تک وصول کا ذریعہ بنانا یہ سب وہی سخت اشد کبیرہ ہے اور عادةً اس حالت میں اس کے ساتھ وہی افعال تعظیم بجالائیں گے جن کے حلال جاننے پر تجدید اسلام مناسب ہے۔

نسأل اللہ السلامة ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ ہم اللہ تعالٰی سے (جان و ایمان کی سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔ گناہوں سے بچنے اور بھلائی کرنے کی کسی میں طاقت نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالٰی بڑی شان والا توفیق عطا فرمائے۔(ت)

ناواقف سمجھتے ہیں کہ حضور پُر نور سید الاسیاد، امام الافراد، واہب المراد باذن الجواد، غوث الاقطاب والاوتاد، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ (سادات کے سردار، افراد کے پیشوا، اللہ تعالٰی سخی کی اجازت سے مرادیں پوری کرنے والے، قطبوں کے فریادرس اور اوتاد کے فریادرس، ہمارے آقا، سب سے بڑے فریاد رس، اللہ تعالٰی ان سے راضی ہو۔ت) ان کی اس حرکت سے خوش ہوں گے کہ ان کے صاحبزادہ کی ایسی تعظیم کی حالانکہ سب سے پہلے اس پر سخت ناراض ہونے والے سخت غضب فرمانے والے حضور اقدس ہوں گے رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ اللہ تعالٰی ہدایت و استقامت بخشے، آمین!

واذقد خرجت العجالة فی صورة رسالة وکان ترصیفها فی النصف الاول من شهر النور والسرور شهر ربیع الاول ۱۳۳۱ھ ناسب ان اسمیها	اچانک جلدی میں کیا ہوا کام ایک رسالے کی صورت میں معرض وجود میں آگیا جبکہ اس کی ترتیب وتالیف نور و سرور کے مہینے کے نصف اول یعنی ماہ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ میں ہوئی، لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ میں اس کا یہ نام رکھوں

بعطایا القدیر فی حکم التصویر [۱۳۳۱ھ] وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰینا محمد واٰلہ وصحبہ وسلم واللّٰہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔	العطایا القدیر فی حکم التصویر (بے پایاں قوت وطاقت رکھنے والے پروردگار کے بے شمار عطیات ونوازشات سے تصویر کا حکم بیان کرنے کے بارے میں۔ت) اور اللہ تعالٰی درودو سلام ہمارے آقااور ہمارے مولاپر بھیجے جو کہ محمد کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں اور ان کی آل اور سب ساتھیوں پراور اللہ تعالٰی پاک وبرتر سب سے زیادہ علم رکھتاہے اوراس کاعلم کہ جس کی شان بڑی ہے سب سے زیادہ کامل اور سب سے زیادہ پختہ ہے(ت)

رسالہ

العطایا القدیر فی حکم التصویر

ختم ہوا